ماہنامہ
مستعد
کراچی
MONTHLY
MUSTAID
KARACHI
مارچ 2019

پاکستان

ترقی کا سفر درست سمت میں

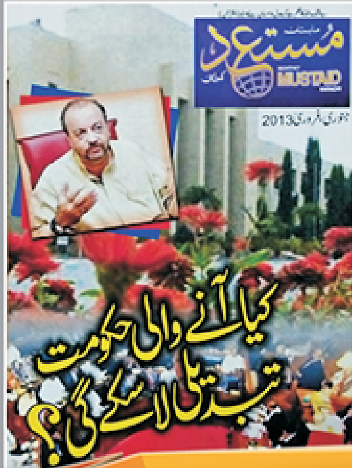


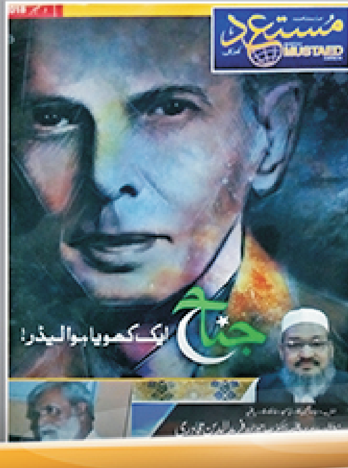
ماہنامہ مستعد کراچی

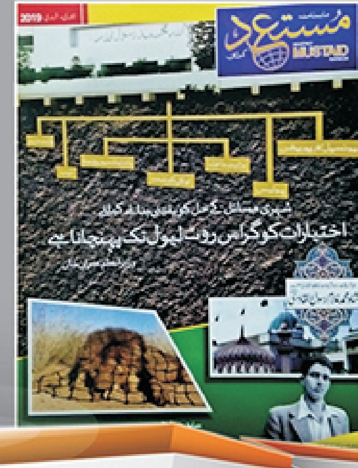












نمائندگان اور مارکیٹنگ کے لئے خواتین وحضرات کی فوری ضرورت ہے

تجربہ کار نمائندگان کی ضرورت ہے ، جو مضبوط دلائل اور ثبوت کے ساتھ تحقیقاتی رپورٹس تیار کرسکیں ماہنامہ مستعد کراچی کو شوبز کے لئے بھی رپورٹرز کی ضرورت ہے، مارکیٹنگ کرنے کے خواہش مند خواتین وحضرات بھی رابطہ کریں۔

info@mustaidmag.com | Whatsapp# 0333-2123605

www.mustaidmag.com

ہیڈ آفس: ماہنامہ مستعد کراچی ، نزد ایوریڈی چیمبر آئی آئی چندریگر روڈ کراچی۔ فون: **021-32214697**

ماہنامہ مستعد کراچی
MONTHLY MUSTAID KARACHI

سرپرست اعلیٰ : پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ فریدالدین قادری

مجلس مشاورت : حکیم اختر حسنین نعیمی، علامہ عبدالجبار نقشبندی، محمد ریاض میمن ایڈووکیٹ

چیف ایڈیٹر : عارف حسین ہاشمی ایڈیٹر: جمیل ادیب سید ایڈیٹر اعزازی : ایس۔ کے یوسفزئی

جلد نمبر 15 مارچ 2019 شمارہ نمبر 03

اس شمارے میں ۔۔۔ | صفحہ نمبر

ایگزیکٹو ایڈیٹر	ایس زیدی
جوائنٹ ایڈیٹرز	محمد ایاز غزنوی، ایم۔ ایف خان، محمد اسلم خان
انچارج ایڈمن	ایم۔ زیڈ عارفین
انچارج آئی ٹی	زین العابدین
سب ایڈیٹرز	آصف ہاشمی، عباس شیخ قریشی
رپورٹرز	قیصر شریف، محمد ارسلان ہاشمی، خلیل الرحمٰن، محمد عدنان قادری، حسنین قادری
فوٹوگرافرز	راشد ہاشمی، سید ارشد علی
گرافکس	دارالتخلیق
لیگل ایڈوائزرز	لیاقت علی خانخیلی ایڈووکیٹ، سید جمیل انور حسین جعفری ایڈووکیٹ
سرکولیشن	صادق حسین، تاج علی رعنا
انچارج مارکیٹنگ	روبی خان
انچارج پرنٹنگ	محسن انور زکی

فی شمارہ 40/ روپے سالانہ خریدزر 400/ روپے

ڈرافٹ / پے آرڈر / چیک بنام "ماہنامہ مستعد کراچی" ارسال کریں

نوٹ: ادارہ کا مراسلہ نگاروں کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

نمائندگان اندرون ملک محمد عارف (میرپور خاص)، شکیل خلجی (ٹنڈوالہیار)، محمد عامر شیخ (جیکب آباد)، یعقوب ملک (راولپنڈی)، ذوالفقار علی (فیصل آباد)، سید حسان (اسلام آباد)

نمائندگان بیرون ملک محمد سعید (عرب امارات)، محمد عمران (سعودی عرب)، شاہان القریش (جاپان) سید عمران علی (چین) آفتاب علی قادری (یو کے)

قارئین اگر اپنی تحریر ماہنامہ مستعد میں شامل کرنا چاہتے ہوں تو ہمیں ای میل یا واٹس ایپ کریں

info@mustaidmag.com | Whatsapp# 0333-2123605

www.mustaidmag.com

ہیڈ آفس: ماہنامہ مستعد کراچی، نزد ایوریڈی چیمبر آئی آئی چندریگر روڈ کراچی۔ فون: 021-32214697

پبلشر لیاقت علی خانخیلی نے الجنت پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر پیراڈائز چیمبر نزد پاسپورٹ آفس، صدر کراچی سے شائع کیا۔

حمد باری تعالیٰ عزوجل

حضرت مولانا غلام رسول قادری علیہ الرحمہ

اے خدا آپ ربّ البریات ہیں
آپ کے لطف بے حد و غایات ہیں

آپ معبود ہیں آپ مسجود ہیں
آپ ہی کیلئے سب عبادات ہیں

ہر طرف جلوہ گر آپکے رنگ ہیں
آپ ہی کے سب آثار و آیات ہیں

آپ ہی نور بالذات ہیں برملا
آپ ہی نور ارض و سماوات ہیں

سب درود آپکے سب سلام آپکے
آپکے سب کلام اور کلمات ہیں

یا ولیّ الولا آپ کی ذات ہے
آپ ہی دافع ہر بلیات ہیں

جس طرف دیکھئے آپ ہی آپ ہیں
آپ ہی معدنِ جملہ برکات ہیں

لا الٰہ میں ہے نفی ہر ماسوا
آپ ہی حرف اِلّا میں اثبات ہیں

بے نشانی میں بھی ہیں نشاں آپکے
آپ اصل خفی و جلیات ہیں

آپ ہیں مستقل سب کے مشکل کشا
آپ ہی قاضی جملہ آفات ہیں

اِس غلام و فقیر و گنہ گار کے
آپ ہی غافر کل خطیات ہیں

نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کوئی تجھ سے نبیوں میں اعلیٰ نہیں ہے
شہنشاہِ دیں تجھ سے بالا نہیں ہے

تو محبوب حق ہے تو مطلب حق ہے
جو تیرا نہیں ہے وہ حق کا نہیں ہے

جسے جو ملا تیرے در سے ملا ہے
کسے تیرا صدقہ پہنچا نہیں ہے

حقیقت کو تیری سوا ذات حق کے
کوئی جانتا اور سمجھتا نہیں ہے

ملائک میں کیا تیرا ہمسر ہو پیدا
کوئی انبیاء میں بھی ایسا نہیں ہے

تیرے فیض عالی کا ادنیٰ اثر ہے
کہ دل تیری خدمت سے بھرتا نہیں ہے

جو مل جاؤ تم دکھ ہی مٹ جائیں سارے
پھر اس دل کو کوئی بھی صدمہ نہیں ہے

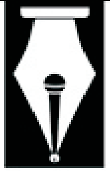
تمہارا ہوں اے شاہِ عالم تمہارا
کسی اور کا مجھ کو تکیا نہیں ہے

گناہوں کا بھاری ہے انبار میرا
مگر حق کی رحمت سے زیادہ نہیں ہے

ترحّم ترحّم شفیع دو عالم
کوئی تم سوا میرا آقا نہیں ہے

غلامِؔ حزیں پر بھی فضل و کرم ہو
کہ کوئی سوا تیرے اس کا نہیں ہے





اداریہ

ہندوستانی حکمرانوں نے اپنی انتخابی مہم کے لیے سنگین عزائم کے اوچھے ہتھکنڈوں پر عمل کرتے ہوئے رات کے اندھیرے میں پاکستان کی طرف میلی نگاہ اٹھائی اور ہمیشہ کی طرح سبکی کا سامنا کیا اور پاکستان کے شاہینوں کو دیکھ کر راہ فرار اختیار کی انڈیا کی اس حرکت کا جواب پاکستان کی بہادر فوج نے بھر پور انداز میں دیا اور کہا کہ اب جگہ اور وقت کا تعین ہم کرینگے اور ہندوستانی حکومت اور فوج کو سرپرائیز دینگے شاید وہ سمجھ رہے تھے کہ یہ صرف پاکستان کی دھمکی ہے مگر اس کا اندازہ غلط ثابت ہوا اور پاکستان اس پر عمل بھی کر دکھایا اور ان کے دو جہازوں کو مار گرایا اور پائلیٹ کو گرفتار کرلیا دراصل انتخابات سے قبل جنگ کا ماحول پیدا کر کے نریندر مودی اپنی بیوقوفیانہ چال کو کامیابی سمجھ رہا ہے کہ وہ انتخاب میں کامیابی حاصل کرلے گا مگر اب ہندوستان کی سیاسی جماعتیں اور عوام اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ یہ فلمی انداز میں کامیابی حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے اور ہندوستانی عوام اب اس حکومت سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں ہندوستان کے حکمرانوں نے انتخابات کے قریب آتے ہی پرانا راگ الاپنا شروع کردیا ہے کہ پاکستان اپنی حدود کے باہر دہشت گردی کو فروغ دے رہا ہے مگر اس کا کوئی ثبوت دینے سے قاصر ہے اور بھارتی یعنی ہندوستانی وزیراعظم نریندر مودی نے بے بنیاد الزام کے بل پر جنگ کرنے کا عندیہ دے دیا جبکہ پاکستان نے اس کے الزام کی سختی سے تردید کی اور کہا کہ اگر اس کا کوئی ثبوت ہے تو سامنے لائیں ہم اس کے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کرینگے اور جنگ کی دھمکی کے جواب میں پاکستان کے وزیراعظم عمران خان نے واضح لفظوں میں کہدیا تھا کہ ہندوستان کی حکومت کسی غلط فہمی میں نہ رہے پاکستان جنگ کا جواب دینے کے لئے سوچے گا نہیں بلکہ بھرپور جواب دے گا، یہ ہندوستانی حکومت کا معمول رہا ہے بے بنیاد الزام لگاؤ اور جنگ کی دھمکی دو مگر پاکستان ان گیدڑ بھبکیوں میں آنے والا نہیں ہے ہندوستان یہ کیوں بھول جاتا ہے کہ پاکستان کی افواج کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو دنیا تسلیم کر چکی ہے آج دنیا میں پاکستان کی فوج سے زیادہ باصلاحیت، باہمت اور بہادر فوج کوئی نہیں ہے جری ماہرین اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جنگ کے لئے جہاں ہتھیاروں کی ضرورت ہوتی ہے وہیں باہمت فوج کا ہونا بھی ضروری ہے قرآن پاک نے واضح فرمادیا ہے کہ مومن موت سے نہیں ڈرتا بلکہ وہ جذبہ شہادت سے سرشار ہو کر ہمیشہ شہادت کی موت کی تمنا کرتا ہے جبکہ کافر ہمیشہ موت کے خوف میں مبتلا رہتا ہے پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور مسلمان کبھی بھی اپنے نظریات کے برعکس نہیں جاتا تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی پاکستان پر اس طرح کا وقت آیا ہے پاکستان کی غیور عوام نے مذہب، ذات، نسل، رنگ اور زبان وعلاقے کو پس پشت ڈال کر ہمیشہ ملک کی حفاظت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی افواج کے شانہ بشانہ جنگ میں حصہ لیا ہے جس کے باعث دشمن کو منہ کی کھانی پڑی ہے اور آج بھی کسی بھی امتحان کی گھڑی میں پاکستان کی غیور عوام اپنی فوج کے ساتھ کاندھے سے کاندھا ملا کر دشمن کے دانت کھٹے کرنے کو تیار ہے کم عقل طبقے سے تعلق رکھنے والے ہندوستانی حکمران یہ بھول گئے ہیں کہ یہ 1947 نہیں ہے اور نا ہی 1971 ہے یہ 2019 ہے اب اس ملک کی عوام سنبھل چکے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ درست ہو گا جیسا کہ گذشتہ دنوں امیر جماعت اسلامی محترم سراج الحق صاحب نے کہا تھا کہ ہندوستان جنگ کا سوچنا بھی چھوڑ دے کہیں ایسا نہ ہو کہ جنگ کے نتیجے میں ہندوستان میں ایک اور پاکستان جنم لے لے وزیراعظم پاکستان نے بھی قوم کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر جنگ شروع ہوئی تو نہیں معلوم یہ کہاں تک جائے جبکہ نبی آخر زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق غزوہ ہند بھی ہونا ہے اور یہی جنگ کہیں غزوہ ہند نہ ہو جائے جس کا تو پھر اللہ تعالی کو ہی علم ہے کہ کہاں تک جائے۔ پاکستانی عوام پہلے تحریک پاکستان اور بعد میں قیام پاکستان، استحکام پاکستان کے لئے کھڑی تھی اور اب تحفظ پاکستان کے لئے اپنی افواج کے شانہ بشانہ کھڑی ہے پاکستان کا ہر شہری خواہ وہ کسی بھی مذہب، مسلک، فرقے، علاقے سے تعلق رکھتا ہو کسی بھی رنگ ونسل سے تعلق رکھتا ہو پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے لئے صرف پاکستانی ہو کر سوچتا ہے اور کسی بھی امتحان کی گھڑی میں وہ وطن کے لئے کسی بھی قربانی سے گریز نہیں کرے گا ہندوستانی حکومت کو اب بار بار مار کھانے کے بعد میں نہ مانوں کی رٹ چھوڑ کر فضا کو پر امن بنانے کے لئے ہوش کے ناخن لینے چاہییں کیونکہ جنگ کی صورت میں نقصان صرف اور صرف دونوں ملکوں کی عوام کو ہوگا۔

پاکستان
ترقی کا سفر درست سمت میں

فرحان شیخ

دسمبر 2018 سے وزیراعظم پاکستان عمران خان کی سربراہی میں ملک میں معاشی تبدیلی کے آثار نمایاں ہو گئے ہیں جس کا اعتراف بین الاقوامی جریدے بھی اپنی رپورٹس میں کر رہے ہیں اور ان کا یہ خیال ہے کہ پاکستان میں معاشی تبدیلیوں کا عمل شروع ہو چکا ہے جو بتدریج بہتری کی جانب گامزن ہو گا البتہ عام آدمی کو یہ بات ابھی اسلئے سمجھ نہیں آئے گی کہ ان تک یہ اثرات کچھ دیر بعد پہنچنا شروع ہونگے معاشی بہتری کی حالیہ مثال سعودی عرب کی جانب سے پاکستان میں معاشی ترقی کے منصوبوں کا آغاز ہے اس معاشی ترقی کے عمل میں متحدہ عرب امارات بھی شامل ہے اسوقت ترجیحات کے طور پر پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر کو بہتر بنانے پر توجہ مرکوز کی گئی ہے جوں جوں پاکستان کے ساتھ ملکوں کا تعاون بڑھ رہا ہے زرمبادلہ کے ذخائر میں بہتری آنا شروع ہو گئی ہے 2019-20 کے دوران ایشین ڈویلپمنٹ بینک کی جانب سے پاکستان کو 2 ارب 30 کروڑ ڈالرز قرضہ دینے کا اعلان بھی کیا گیا ہے جس سے پاکستان توانائی، تجارت اور کیپٹل مارکیٹ پر خرچ کرے گا، سعودی عرب پاکستان کے اکاؤنٹ میں تین ارب ڈالرز محض اس لئے جمع کروا چکا ہے کہ ادائیگیوں کے تناسب میں بحران پیدا نہ ہو جبکہ تین سال تک سعودی عرب کی جانب سے تین ارب ڈالر مالیت کا سالانہ تیل بھی تین سال تک فراہم کرے گا مذکورہ رقم کی موجودگی کی وجہ سے پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ کم ہو گا جس سے روپے کی قدر میں بہتری آنے کے امکانات روشن ہونگے اب متوقع ہے کہ چین اور ملائشیا کی جانب سے بھی اس نوعیت کے پیکیجز فراہم کئے جائیں گے جس کے بعد پاکستان کی معیشت مزید بہتری کی جانب گامزن ہو جائے گی اور قوی امید کی جارہی ہے کہ پاکستان کا معاشی انجن اب نہ صرف چلنا بلکہ ترقی کے زینے طے کرنا شروع کر دے گا، پاکستان میں وزیراعظم پاکستان عمران خان کو یہ کریڈٹ دینا چاہیئے کہ انہوں نے آئی ایم ایف کی سخت شرائط پر قرضہ دینے کی روایات کو دھچکا پہنچایا ہے کیونکہ ماضی میں سخت شرائط پر قرضے حاصل کرنے پر ملک کی ترقی کی راہیں مسدود ہو کر رہ گئیں تھیں اور آئی ایم ایف اپنی جائز و ناجائز شرائط منوا کر پاکستان کے معاشی استحکام کیلئے مسئلہ بنا رہا اب آئی ایم ایف کو باور کروایا جا رہا ہے کہ پاکستان کو قرضہ لینے کی کوئی جلدی نہیں ہے اور ممکن ہے کہ مستقبل میں آئی ایم ایف سے قرضہ لیا گیا تو وہ آسان شرائط پر ہو گا، وزیراعظم پاکستان کو ملکی وغیر ملکی معاشی ماہرین کی آراء کو سامنے رکھتے ہوئے یہ دیکھنا ہو گا کہ پاکستانی کرنسی کی قدر میں بار بار کمی کے کیا اسباب ہیں کیونکہ ماہرین کا کہنا ہے کہ اقتصادی پالیسی اہمیت کی حامل ہوتی ہے پاکستان کی اقتصادی پالیسی میں کوئی بنیادی نقص موجود ہے جو روپے کی قدر کو مستحکم ہونے نہیں دیتا وزیراعظم پاکستان کی اقتصادی پالیسی کا بغور جائزہ لینا ہو گا کہ آخر یہ نقص ہے کہاں کیونکہ جب تک اس نقص کو دور نہیں کیا جائیگا معاشی استحکام وقتی ضرور آسکتا ہے لیکن مستقل بنیادوں پر اسے قائم رکھنا دشوار ترین ہو گا اور ایسا بھی نہیں ہے کہ یہ کوئی ایسا نقص ہے جسے دور نہ کیا جاسکے اس بات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابھی سعودی عرب اور ایشین ڈیولپمنٹ بینک کی

پاکستان کا معاشی انجن اب نہ صرف چلنا بلکہ ترقی کے زینے طے کرنا شروع کردے گا

جانب سے کچھ پیکیجز ہی دیئے گئے ہیں تو ہماری معیشت نے جھٹکے ضرور لئے مگر آگے بڑھنا شروع کر دیا ہے حالیہ مارچ کے مہینے میں معیشت میں بہتری کے حوالے سے اچھی خبریں آنا شروع ہو جائیں گی ماہرین معیشت یہ امید کر رہے ہیں کہ گزشتہ تیس سالوں میں ملک کو جو نقصان ہوا ہے کم از کم اس سے چھٹکارہ ممکن دکھائی دے رہا ہے اور ملک بھی آگے بڑھتا دکھائی دے رہا ہے عام آدمی کی حالت زار میں بہتری نہ آنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ماہرین معیشت اعداد و شمار کو



خوش کن رکھنے میں توجہ دیتے ہیں اسی وجہ سے پاکستان کے محکوم اور استحصال زدہ محنت کش طبقہ تاحال بہتری کا انتظار کر رہا ہے ہر نئی حکومت آتے ہی خزانہ خالی ہے کا طبل بجا کر استحصال زدہ لوگوں کا مزید استحصال کر دیتی ہے پانچ سالوں تک نہ معیشت سدھرتی اور نہ ہی غریب عوام کی حالت زار سدھرنے کا موقع آتا ہے جب کہ پاکستان میں مصنوعی اور ذاتی مفادات کی وجہ سے استحصال زدہ طبقے کا استحصال ہوا ہے اب عمران خان جیسے وزیراعظم کے آنے کے بعد جنہیں ذاتی مفادات سے زیادہ ملکی مفاد عزیز ہے امید ہو چلی ہے کہ ملک کے غریب اور محنت کش طبقے کو فائدہ ملنا شروع ہو

> ابھی سعودی عرب اور ایشین ڈیولپمنٹ بینک کی جانب سے کچھ پیکیجز ہی دیئے گئے ہیں تو ہماری معیشت نے جھٹکے ضرور لئے مگر آگے بڑھنا شروع کر دیا ہے

جائے گا اور ان کی جانب سے عہدہ سنبھالنے سے تاحال جو اقدامات سامنے آئے ہیں وہ اس نوعیت کے ہیں جس سے توقع کی جا سکتی ہے کہ اب ملک چلے گا بھی اور ترقی بھی کرے گا پاکستان ایک

> گزشتہ تیس سالوں میں ملک کو جو نقصان ہوا ہے کم از کم اس سے چھٹکارہ ممکن دکھائی دے رہا ہے اور ملک بھی آگے بڑھتا دکھائی دے رہا ہے۔ توقع کی جا سکتی ہے کہ اب ملک چلے گا بھی اور ترقی بھی کرے

زرعی ملک ہے جس کی اصل طاقت کو صحیح طریقے سے استعمال میں نہیں لایا جا رہا ہے فی ایکڑ پیداوار میں کمی سے ملک بحرانی کیفیت میں ہے کسان کو اس کی محنت کا صلہ نہیں مل پا رہا ہے پیداوار کے ضیاع کو روکنا بھی حکومت کا اہم کام ہے جس کی وجہ سے کسان تنگ سے تنگ ہوتا جا رہا ہے کسانوں کو یہ رہنمائی بھی فراہم نہیں کی جا رہی ہے کہ کون سی فصل اگائیں ان باتوں کا مداوا کیا گیا تو معاشی بحران کم ہو سکے گا پاکستان دنیا میں کاٹن پیدا کرنے والے پانچ ممالک میں شامل ہے مگر اس کی ریڈی میڈ گارمنٹس کی برآمدات صرف ایک ارب ڈالر ہے جبکہ بنگلہ دیش ایک کلو کاٹن بھی پیدا نہیں کر سکتا اور اسکی ریڈی میڈ گارمنٹس کی برآمدات 35 ارب ڈالر ہے جو دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے پاکستان کو اس صورتحال میں بہتری لانے کیلئے کام کرنا ہو گا جس میں سب سے اہم سستی بجلی و گیس کی فراہمی ہے جہاں وزیراعظم پاکستان بہترین معاشی استحکام کا فارمولا لے کر آگے بڑھ رہے ہیں اور امید ہو چلی ہے کہ پاکستان اب ترقی کی جانب گامزن ہو گا تو بہتر ہو گا کہ وہ مذکورہ ضروری اقدامات کرنے پر بھی زور دیں تو زرعی ملک پاکستان ترقیوں کی وہ بلندی حاصل کر لے گا جو اس کا حق ہے، ان شاء اللہ

قراردادِ پاکستان کے مقاصد اور ہم؟

عارف ہاشمی

تاریخ گواہ ہے کہ بر صغیر میں پاکستان کا قیام اس وقت ہی عمل میں آ گیا تھا جب ہندوستان کی سر زمین پر مسلمانوں کی حکومت قائم نہیں ہوئی تھی اور ایک ہندو نے کلمہ طیبہ پڑ کر اسلام قبول کر لیا تھا یہ بات بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے 8 مارچ 1944 کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہی تھی قائد اعظم کی اس بات میں حقیقت بھی تھی کہ بر صغیر کا پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ ایک قوم سے نکل کر دوسری قوم کا فرد بن گیا اور پھر دو قومی نظریہ بھی وجود میں آ گیا کہ اب بر صغیر میں دو قومیں ایک مسلم اور دوسری غیر مسلم آباد ہیں اور بعد ازاں یہ دو قومی نظریہ قیام پاکستان کے مطالبے کا بھی محرک بنا یہ مطالبہ 23 مارچ 1940 کو لاہور میں مسلم لیگ کے اجلاس میں ایک قرارداد کی صورت میں پیش کیا گیا جس کو قرارداد پاکستان یا قرارداد لاہور بھی کہا جاتا ہے یہ بات بالکل واضح ہے کہ پاکستان کا قیام دو قومی نظریے کے تحت وجود میں آیا دو قومی نظریہ کیا ہے اس کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اس بات کو سمجھنا بہت آسان ہے کہ بر صغیر ہندوستان میں مسلمان اور غیر مسلم ہزاروں سال ایک ساتھ رہنے کے باوجود اپنی مذہبی، معاشرتی ور ثقافتی لحاظ سے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں اور وہ کبھی بھی ایک قومیت نہیں رہے سندھ کو باب الاسلام بھی کہا جاتا ہے بر صغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی آمد سندھ کے راستے سے ہی ہوئی عماد الدین محمد بن قاسم نے دیبل کے راستے سندھ میں قدم رکھا اور

> اس بات میں حقیقت بھی تھی کہ بر صغیر کا پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ ایک قوم سے نکل کر دوسری قوم کا فرد بن گیا اور پھر دو قومی نظریہ بھی وجود میں آ گیا کہ اب بر صغیر میں دو قومیں ایک مسلم اور دوسری غیر مسلم آباد ہیں

یہاں کے مقامی حکمراں راجہ داہر کو شکست فاش دی قیام پاکستان کے لئے چلنے والی تحریک کے دوران ایک جانب ہندوؤں کا انتہا پسندانہ اور متعصبانہ رویہ تھا دوسری جانب انگریزوں کو اس بات کا اچھی طرح اندازہ تھا کہ انھوں نے حکومت ہندوؤں سے نہیں بلکہ مسلمانوں سے چھینی ہے اس لئے منطقی طور پر ان کو مخالفت کا سامنا مسلمانوں کی جانب سے زیادہ ہو گا اگر چہ شروع میں ہندوؤں نے بھی انگریزوں کے خلاف تحریک میں حصہ لیا لیکن بعد ازاں انگریزوں نے مسلمانوں کے مقابلے میں ہندوؤں کو زیادہ پزیرائی دینا شروع کر دی ان کو ہر معاملے میں مسلمانوں سے زیادہ اہمیت دی گئ خواہ وہ تعلیم ہو تجارت ہو یا سیاست کا میدان ہو مسلمانوں کو ہر جگہ دبایا جاتا تھا اور ہندوؤں کی زیادہ مدد کی جاتی تھی اور یہی وہ حالات تھے جن کی بناء پر مسلمانوں میں یہ سوچ پیدا ہوئی کہ ہم ہزار سال ہندوؤں کے ساتھ بہتر رویہ اختیار کرنے کے باوجود ان کی نفرت کا نشانہ بن رہے ہیں مسلمان اور غیر مسلم الگ الگ قوم تھیں اور رہیں گی 23 مارچ 1940 کو قرارداد لاہور پیش کی گئی جسے قرارداد پاکستان بھی کہا جاتا ہے جس کو شیر بنگال مولوی فغل حق خیر آبادی نے پیش کیا جس مین کہا گیا تھا کہ

1۔۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس نہایت غور فکر کے بعد اس ملک میں صرف اس آئین کو قابل عمل

اور مسلمانوں کے لئے قابل قبول قرار دیتا ہے جو جغرافیائی اعتبار سے باہم تحصیل ریجنوں کی صورت میں حد بندیوں کا حامل ہو اور ضرورت کے وقت ان میں اس طرح رد و بدل ممکن ہو کہ جہاں جہاں مسلمانوں کی اکثریت بہ اعتبار تعداد ہو اہیں آزاد ریاستوں کی صورت میں یکجا کر دیا جائے ان میں شامل ہونے والی وحدتیں اور ریاستیں خود مختار اور حاکمیت کی حامل ہوں

2۔۔۔ان وحدتوں اور ہر علاقائی آئین میں اقلیتوں کے مذہبی، اقتصادی، سیاسی اور ثقافتی مفادات اور حقوق کے تحفظ کی خاطر ایسی اقلیتوں سے مشورے کے بعد موثر تحفظات شامل ہوں اور ہندوستان کے تمام حصوں میں کہ جہاں مسلمان آبادی کے اعتبار سے اکثریت میں نہیں تحفظ کا یقین دلایا جائے۔

3۔۔۔ یہ اجلاس مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کو ھدایت کرتا ہے کہ وہ ان اصولوں پر مبنی آئین کا لائحہ عمل مرتب کریں جس میں دونوں خطوں کے تمام اختیارات اور دیگر اہم امور کے سنبھالنے کا انتظام کیا جائے اس قرارداد کے پیش ہونے کے بعد سب سے پہلے چوہدری خلیق الزمان نے اس کی تائید اور حمایت کی اور ان کے بعد دیگر رہنماؤں نے تائید کی جن میں مولانا ظفر علی خان، سردار اورنگزیب خان، سر حاجی عبداللہ ہارون، قاضی عیسی

> آج دو قومی نظریہ کی نفی کرتے ہوئے ہندوؤں کے ساتھ مشترکہ تہذیب، مشترکہ ثقافت کا شوشہ چھوڑا جارہا ہے جبکہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سراب کے پیچھے بھاگنے کے بجائے قرارداد پاکستان اور قیام پاکستان کے اصل مقاصد کو سامنے رکھیں اور ان کی روشنی میں تعمیر پاکستان اور پاکستان کے روشن مستقبل کے لیے کام کریں

اور آئی آئی چندریگر شامل تھے ہمارے بزرگوں نے دو قومی نظریہ کی بنیاد پر الگ مملکت کا خواب دیکھا اور اور اپنی شبانہ روز کی انتھک محنت اور جدوجہد سے ایک الگ ملک حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے لیکن افسوس آج ہم نے اسی آزادی کی قدر کھو دی ہے آج ہم دو قومی نظریہ کی نفی کرتے ہوئے مسلمانوں کے دشمن انڈیا کے ساتھ دوستی اور محبت کے گن گا رہے ہیں یقینی طور پر ہمیں اپنے پڑوسی ممالک سے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنا چاہئیں لیکن یہ تعلقات دوطرفہ ہوتے ہیں یکطرفہ طور پر دوستی کی پینگیں بڑھانا نقصان دہ ثابت ہوتا ہے آج دو قومی نظریہ کی نفی کرتے ہوئے ہندوؤں کے ساتھ مشترکہ تہذیب، مشترکہ ثقافت کا شوشہ چھوڑا جا رہا ہے جبکہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سراب کے پیچھے بھاگنے کے بجائے قرارداد پاکستان اور قیام پاکستان کے اصل مقاصد کو سامنے رکھیں اور ان مقاصد کی روشنی میں تعمیر پاکستان اور پاکستان کے روشن مستقبل کے لیے کام کریں ہم نے مل کر ہی اپنے وطن کو سنوارنا ہے اور اس کے ہر خطے کی ایک ایک انچ زمین کی حفاظت کرنی ہے آج سب سے زیادہ بھاری ذمہ داری میڈیا خواہ وہ پرنٹ ہو، الیکٹرانک ہو یا سوشل میڈیا ہو، پر عائد ہوتی ہے کہ وہ تحریک پاکستان، قرارداد پاکستان اور مقاصد پاکستان کو مد نظر رکھتے ہوئے تاریخی ڈرامے، پروگرام، مباحثے پیش کریں تاکہ نئی نسل قیام پاکستان کی اغراض و مقاصد اور اس سلسلے میں دی گئی قربانیوں کو یاد رکھ سکیں۔

ہماری اخلاقی ذمہ داری اور ہم

شاہان القریش (جاپان)

کہاجاتاہے کہ خوبصورتی کی کمی کو اچھے اخلاق سے پورا کیاجاسکتاہے لیکن اخلاق کی کمی خوبصورتی سے پوری نہیں ہو سکتی ۔ محسن انسانیت نبی ﷺ کافرمان ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ ایک اور جگہ فرمایا کہ انسان اپنے عمدہ اخلاق کی بناپر ان لوگوں جیسے مراتب پالیتا ہے جوراتوں کو عبادت کرتے ہیں دن کو روزہ رکھتے ہیں صدقہ اور خیرات کرتے ہیں ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ روز قیامت میزان عمل میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی اور کوئی چیز نہ ہو گی۔ہمارے پاس نبی ﷺ کی سنت اور قرآنی ہدایات کی شکل میں اخلاقی تعلیمات کا اعلی اور کامل ترین سرمایہ موجود ہے جس سے ہمارے علاوہ ایک دنیا مستفید ہو رہی ہے اور ان اخلاقی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کے گوشہ فردوس تو نہیں البتہ امن کا گہوارہ ضرور بنی ہوئی ہے ایک زمانہ تھا کہ مشرقی اقدار اور مسلمانوں کے افکار تہذیب کے علمبر دار ہوا کرتے تھے اور ساری دنیا پر اثر انداز تھے مغرب اس بات کا معترف ہے کہ اُس نے تمدن مشرق سے سیکھا لیکن آج یورپ ہماری نسبت بہت مہذب اور شائستہ ہے یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ وہ لوگ آخر کیسے اتنے باتمیز اور سلیقہ مند ہو گئے کیسے اتنے اصول پسند اور مہذب ہو گئے؟ دور حاضر میں ایک جگہ کی معلومات دوسری جگہ چند لمحات میں سفر کر جاتی ہیں جن کی مدد سے ایک بات تو یہ سمجھ میں آتی ہے کہ تعلیم پر بھرپور توجہ دی جاتی ہے تعلیم کو بہت اہمیت دی جاتی ہے دوسری ایک وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ سیاستدان اور حکمران عوام سے بہت مخلص ہیں کیونکہ لوگ اپنے ملک کے سربر آوردہ لوگوں (شخصیات) کو دیکھتے ہیں اُن کی پیروی کرتے ہیں لہٰذا رہبران ملت خود اخلاق یافتہ زندگی بسر کر کے قوم کے لئے عملی نمونہ بنتے ہیں تعلیمی ادارے صرف تعلیم پر ہی اکتفا نہیں کرتے، ساتھ ہی تربیت کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے جس کے باعث ساری قوم اخلاقی شعار آسانی سے اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے کسی بھی قوم کے اکابر جب با اخلاق ہونگے تو عام لوگ بھی باشعور و با اخلاق ہونگے عرف عام میں اخلاقیات صرف کسی سے ہنس کر بات کرنے یا اچھی طرح تپاک سے ملنے کو سمجھا جاتا ہے ہمارے معاشرے میں اخلاق کے معنی ظاہری رویہ یا برتاؤ کے لئے جاتے ہیں جبکہ اخلاقیات کا دائرہ بہت وسیع ہے جو شعبہ ہائے زندگی کے تمام معاملات میں کفایت کرتا ہے دنیا کی دیگر اقوام اخلاقیات پر عمل کر رہی ہیں حالانکہ مسلمان اخلاقیات کے امین ہیں اور خاص طور پر ہم پاکستانی جنہیں ہر طرح سے اپنے اصول و افکار پر عمل کرنے کی آزادی اور سہولت حاصل ہے مگر ہم اخلاقی گراوٹ میں اس حد تک گر چکے ہیں کہ

ایک زمانہ تھا کہ مشرقی اقدار اور مسلمانوں کے افکار تہذیب کے علمبر دار ہوا کرتے تھے اور ساری دنیا پر اثر انداز تھے مغرب اس بات کا معترف ہے کہ اُس نے تمدن مشرق سے سیکھا لیکن آج یورپ ہماری نسبت بہت مہذب اور شائستہ ہے

کھانے پینے کی چیزوں اور دواؤں میں ملاوٹ جیسی گھناؤنی حرکت کرتے ہوئے بھی نادم ہوتے ہیں نہ ہی ضمیر کی آواز پہ کان دھرتے ہیں نہ صفائی کا خیال رکھتے ہیں جھوٹ دھوکہ رشوت قتل ڈاکہ ہر معیوب بات عام سی بات ہے اس معاشرے میں ہر اچھی بات آٹے میں نمک کے برابر ہے نیکی پنپ نہیں پا رہی اور ہر برائی پروان چڑھ رہی ہے جبکہ وہ علاقے زیادہ تہذیب یافتہ ہو چکے ہیں اور وہ قومیں زیادہ تمیزدار مہذب اور بااخلاق ہو چکی ہیں جن کے پاس اخلاقی تعلیمات اتنی زیادہ اور ایسی جزئیات کے ساتھ نہیں ہیں جیسا کے مسلمانوں کے پاس۔ قرآن ستر فیصد انسانی اخلاقیات پر مشتمل ہے کہ انسانی معاملات آپس میں کس طرح انجام دیئے جائیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ نے پوچھا کہ حضور ﷺ کے اخلاق بیان فرمائیں تو اُن کا جواب تھا کہ، کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا۔اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی قرآن کے عین مطابق تھی جبکہ مسلمان من حیث القوم قرآن سے روگرداں ہیں ارتقائے انسانی کی تاریخ کے مطالعہ سے اخلاقیات پر کاربند قومیں ہی ہمیں ترقی کرتی نظر آتی ہیں ضابطہ حیات سے ہٹے ہوئے

معاشرے گردش میں ہی رہتے ہیں بحیثیت مسلمان ہم اخلاقیات کے امین ہیں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ساری دنیا کے لیئے اعلیٰ اخلاق کا بہترین نمونہ بنیں ہمارا ایسا نہ کرنا اخلاق گراوٹ کا پہلا قدم ہے کہ ہم اپنی ذمہ داری سے نبرد آزما نہیں ہو رہے بلکہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔ سالہاسال کے انسانی تجربات، واقعات وحادثات کی روشنی میں لوگوں نے ضابطہ حیات کی تشکیل کی ہے اس انسانی کاوش کی بے قدری کی سزا ہے کہ ہمارا معاشرہ ابتری کا شکار ہے۔انسانی سماج اپنے آغاز سے ہی اصول وضوابط سے ترتیب شدہ آئین و قوانین سے مزین ہے خالق کائنات نے انسان کو بنا کے اندھیرے میں بھٹکنے کے لئے نہیں چھوڑا کہ وہ ٹامکٹو یاں مارتا پھرے بلکہ اُسے انبیا کے ذریعہ رہنمائی پہنچائی گئی جو کہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔اخلاق کا مادہ خلق ہے جس کے معنی عربی میں فطرت یا مزاج کے ہوتے ہیں انگریزی میں جسے مورالٹی یا نیچر کہا جاتا ہے اس تناظر میں اخلاقیات کی شرعی حیثیت بہت اہم ہے جس کا پھیلاؤ زندگی کے تمام معاملات پر محیط ہے توکل صدق عدل انصاف جرأت شجاعت صبر شکر وقار تدبر وتفکر جذبہ ایثار شرم وحیا پاسِ امانت ووفا عفو و درگزر جود وسخا ایفائے عہد قناعت و استغنا کفایت شعاری بردباری ہمدردی وصلہ رحمی نرم مزاجی حسن سلوک و تواضع غیرت و حمیت خوش گفتاری وملنساری حلم و رواداری تفویض تسلیم ویقین انسانیت کا احترام غرض تمام جملہ انسانی اوصاف اس کے دائرے میں آتے ہیں ان سب کا تعلق چونکہ فطرت سے ہے لہذا فطرت کے نکھار کے لئے تزکیہ کا عمل وجود میں آیا تاکہ تمام روحانی و باطنی اوصاف جلا پائیں جس کی منزل احسان ٹھہری نبیﷺ نے جس کی تشریح اس طرح کی مفہوم: "تو اپنے مالک کو دیکھ رہا ہے جبکہ تو اُسے نہیں دیکھ سکتا تجھے

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیﷺ کی مجھے آخری وصیت یہ تھی کہ لوگوں کے لیئے اپنا اخلاق بہتر بناؤ

یقین ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے" احسان کے معنی فضیلت و کمال سربلندی و امتیاز یا معرفت کی رو سے باطنی ایمان کے ہیں جس کا تعلق براہ راست روح سے ہے بابا بلھے شاہؒ فرماتے ہیں

ہر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کہ دارد اثر

اس احسان کو آپ تلاش کریں گے تو اس دور پر آشوب میں بھی آپ اسے جاپان میں جگہ جگہ پائیں گے جاپان کے معاشرے میں ہر شخص اس بات کا عملی نمونہ ہے کسی بھی نگہداشت کے بنا

ساری دنیا میں جنہیں ہم کافر کہتے ہیں اُن کے اخلاق ہم سے بہت بہتر ہیں اور دن بہ دن مزید بہتر ہو رہے ہیں جس کی توجیہ ہمارے معاشرے میں یہ دی جاتی ہے کہ یہ سب ظاہری اچھائی ہے اندر سے اس کا تعلق نہیں ہے لیکن ماہر نفسیات کا کہنا ہے کہ جیسا کچھ باطن میں ہوتا ہے وہی انسان کے اعمال میں ظاہر ہوتا ہے

ایمانداری اور خلوص سے اپنا کام انجام دیتا ہے کسی کو نقصان نہیں دیتے راستے میں کچرا نہیں پھینکتے اسی لئے اسلامی دنیا سے بڑے بڑے اسکالرز جب آتے ہیں تو سب یہی کہتے ہیں کہ یہ اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں جاپانی کیونکہ شروع سے ہی فطرت کے پرستار ہیں لہٰذا تمام فطری خوبیاں ان میں قدرتی طور پر پائی جاتی ہیں دیگر معاشروں میں جن کے درجات کو بلند کرنے کے لئے تزکیہ اور مراقبے کیئے جاتے ہیں یا رہبانیت اختیار کی جاتی ہے بن باس لیا جاتا ہے گوشہ نشینی اپنائی جاتی ہے جاپانی فطرت کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں اسی لئے یہاں کا معاشرہ بہت صاف ستھرا اور قابل ستائش ہے فطرت کا تقاضہ ہے کہ ہر برے کام سے بچا جائے اچھائی کو اپنایا جائے یہ پوری قوم اس ایک چھوٹے سے بنیادی اصول پر کارفرما ہے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ ساری دنیا میں جنہیں ہم کافر کہتے ہیں اُن کے اخلاق ہم سے بہت بہتر ہیں اور دن بہ دن مزید بہتر ہو رہے ہیں جس کی توجیہ ہمارے معاشرے میں یہ دی جاتی ہے کہ یہ سب ظاہری اچھائی ہے اندر سے اس کا تعلق نہیں ہے لیکن ماہر نفسیات کا کہنا ہے کہ جیسا کچھ باطن میں ہوتا ہے وہی انسان کے اعمال میں ظاہر ہوتا ہے راقم کا بھی یہی خیال ہے ایسا نہیں ہو سکتا کہ اندر خباثت ہو اور باہر متانت چھلک رہی ہو۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیﷺ کی مجھے آخری وصیت یہ تھی کہ لوگوں کے لیئے اپنا اخلاق بہتر بناؤ آج کے دور میں اسلامی اسکالرز بھی یہی بات سمجھاتے ہیں کہ گھر یا مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے تمہیں کوئی نہیں دیکھتا لیکن معاملات میں دنیاوی لین دین میں چلت پھرت میں سب تم کو دیکھتے ہیں اگر اخلاق اچھا ہوگا تو لوگ متاثر ہونگے اسلام کو اپنائیں گے اسی لیئے حضورﷺ نے فرمایا کہ "تم سب میں زیادہ محبوب اور آخرت میں مجھ سے قریب وہ ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہونگے" ہمارے ملک میں یہ حکومتی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری ہے کہ قوم کا اخلاقی معیار بلند کرے اور تعلیم و تربیت کی مدد سے ایک ایسی قوم بنائے جس میں ایسے افراد بہ کثرت پیدا ہوں کہ وہ انسانی سماج میں سایہ دار درخت بنیں نہ کہ خاردار جھاڑ۔

تعارف: پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ فریدالدین قادری پی۔ایچ۔ڈی، سربراہ جمعیت قادریہ، خطیب وسجادہ نشین قادری مسجد وخانقاہ قادریہ علمیہ سولجر بازار کراچی، اسلامی اسکالر، متعدد دینی کتب کے مصنف، نعت گو شاعر اور متعدد ٹی وی چینلز کے مقرر ہیں۔

تفہیمِ دین

پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ فریدالدین قادری

بذریعہ ڈاک اپنے سوالات اس پتے پر بھیجیں: قادری مسجد سولجر بازار نزد ہولی فیملی ہسپتال، کراچی
یا ای میل کریں jamiateqadria786@gmail.com

زیورات پر ساس کا قبضہ

سوال: میری شادی پر جو زیور میرے والدین نے مجھے تحفے میں دیئے تھے وہ میری ساس نے اپنے قبضے میں رکھے ہوئے ہیں اگر ان کی مرجی ہو تو مجھے استعمال کیلئے دیتی ہیں ورنہ میں اپنی مرضی سے استعمال نہیں کر سکتی کیا ان کا ایسا کرنا ظلم نہیں؟

تابندہ سلطان۔۔۔۔۔۔ کراچی

جواب: جو زیور آپ کو والدین نے دیا اس پر آپ کا پورا حق ہے اور آپ اپنی خواہش کے مطابق جب چاہیں اسے استعمال کر سکتی ہیں۔ ساس کا زیور اپنے قبضہ میں رکھنا زیادتی اور ناجائز ہے۔

وضو پر وضو

سوال: اگر ہمارا وضو ہو اور کسی نماز کا وقت آنے پر دوبارہ وضو کرلیں جبکہ پہلے وضو سے کوئی نماز بھی نہ پڑھی ہو تو یہ کیسا ہے؟ کیونکہ تازہ وضو سے نماز کی فضیلت معلوم ہوتی ہے؟

ریاض حسن۔۔۔۔۔۔ کراچی

جواب: تازہ وضو کر کے نماز ادا کرنے کی فضیلت اس وقت ہے جب پہلے وضو سے نماز ادا کی جا چکی ہو ورنہ بغیر نماز ادا کئے وضو پر وضو کر لینا مکروہ ہے پہلے وضو سے نماز درست ہے۔

مہر کی مقدار

سوال: نکاح کے وقت حق مہر کی مقدار کم از کم کیا ہوسکتی ہے؟

عارفہ علی۔۔۔۔۔۔ کراچی

جواب: مہر کی کم از کم مقدار دس درہم چاندی ہے یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ۔ چنانچہ اتنی مقدار چاندی کی مالیت کا مہر مقرر کیا جا سکتا ہے۔ اس سے کم نہیں ہو سکتا زیادہ کی قید نہیں۔

صفر کے مہینے میں نکاح

سوال: کیا صفر کے مہینہ کی تیرہ تاریخ سے قبل یا ماہ صفر کے دوران یا ماہ محرم میں نکاح درست ہے یا نہیں؟ مختار عالم۔۔۔۔۔۔ کراچی

جواب: صفر کے مہینہ یا محرم میں کسی تاریخ کو نکاح شرعاً منع نہیں البتہ واقعہ کربلا کے احترام میں ماہ محرم میں لوگ خوشی کی تقریبات سے احتیاط کرتے ہیں۔

غائبانہ نماز جنازہ

سوال: غائبانہ نماز جنازہ درست ہے یا نہیں بعض اوقات میت شہر سے باہر ہوتی ہے؟

مکرم حسین۔۔۔۔۔۔ کراچی

جواب: فقہ حنفی میں غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا اور پڑھانا دونوں ناجائز ہیں۔ میت موجود نہ ہو تو ایصال ثواب کی نیت سے فاتحہ اور دعائے مغفرت کی جائے۔ جنازہ کا سامنے ہونا نماز جنازہ کی شرائط میں سے ہے۔

نکاح کے وقت کلمہ شریف پڑھنا

سوال: کیا نکاح کیلئے کلمہ شریف پڑھنا ضروری ہے اگر نہ پڑھا ہو تو نکاح پر کوئی اثر تو نہیں پڑتا؟

فیصل احمد۔۔۔۔۔۔۔ کراچی

جواب: کلمہ شریف نکاح کیلئے شرط نہیں ہے اور بوقت نکاح کلمہ نہ پڑھنے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا تاہم اس کے پڑھنے سے برکت ہوتی ہے۔ بعض اوقات نادانی میں کلمہ کفر منہ سے نکل جاتا ہے اس لئے بھی کلمہ پڑھایا جاتا ہے۔

بغیر داڑھی نماز پڑھانا

سوال: اگر ابھی چہرے پر داڑھی نہ آئی ہو لیکن آدمی بالغ ہو تو نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

محمد ندیم۔۔۔۔۔۔۔ کراچی

جواب: اگر ابھی داڑھی نہیں نکلی لیکن بالغ ہے تو نماز کی امامت ہو سکتی ہے

مسجد میں افطار کرنا

سوال: ہم لوگ رمضان میں اکثر مسجد میں افطار کرتے ہیں تاکہ مغرب کی نماز میں دیر نہ ہو اور پھر لوگوں کے ساتھ افطار میں روحانی تسکین ہوتی ہے کیا مسجد میں کھانے پینے سے کوئی حرج تو نہیں؟

(عبدالقیوم۔۔۔۔۔۔ کراچی)

جواب: عام طور پر مسجد میں کھانا پینا غیر مسافر کے لئے مکروہ ہے لیکن اگر مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرلی جائے تو کھانا

پینا مباح ہو جاتا ہے‘یونہی ماہ رمضان میں اعتکاف کی نیت کر کے افطار کر لیا جائے تو حرج نہیں البتہ کوشش کرنی چاہئے کہ مسجد کی زمین گندی نہ ہو۔

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

سوال: ہمارے ہاں لوگ اکثر کسی کے گھر میں بغیر اطلاع یا دستک دیئے داخل ہو جاتے ہیں‘ حالانکہ گھر نجی زندگی سے تعلق رکھتا ہے ایسے لوگوں کا یہ فعل ناپسندیدہ نہیں ہے؟

راحت علی۔۔۔۔۔۔۔۔ کراچی

جواب: کسی بھی گھر میں بغیر اطلاع یا اجازت کے جانا شرعاً منع ہے‘ جو شخص بھی کسی سے ملنا چاہتا ہے اسے شرعاً اجازت طلب کرنے کے لئے سلام کرے۔ پھر جواب ملے تو داخل ہو ورنہ نہیں۔ اسی طرح رخصت ہوتے وقت بھی اجازت و سلام طلب کرے۔

اگر دعائے قنوت نہ یاد ہو

سوال: میں پنج وقتہ نمازی ہوں لیکن کوشش کے باجود دعائے قنوت یاد نہیں ہوتی ایک صاحب نے مشورہ دیا کہ اس کی جگہ دوسری دعا پڑھ لوں

تاج الدین۔۔۔۔۔۔۔۔ کراچی)

جواب: دعائے قنوت وتر میں پڑھنا سنت ہے البتہ اگر یہ دعا وقتی طور پر یاد نہ ہوئی تو کوئی اور دعا پڑھ سکتے ہیں لیکن دعائے قنوت یاد کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور تھوڑے تھوڑے الفاظ یاد کرتے رہیں۔

جنازہ کے آگے ذکر کرنا

سوال: ہمارے خاندان میں کسی کی موت پر اس کے جنازہ کے آگے کچھ لوگ ذکر کلمہ استغفار وغیرہ پڑھتے ہیں اس طرح پڑھتے ہوئے جانا جائز ہے؟

محمد صادق شتی۔۔۔۔۔۔۔۔ کراچی

جواب: جنازہ کے آگے کلمہ شریف استغفار یا درود شریف یا نعت وغیرہ پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں

گھر میں نماز ادا کرنے کے بعد جماعت

سوال: کوئی شخص گھر میں تنہا نماز ادا کرے اور پھر مسجد میں جا کر جماعت سے وہی نماز پڑھنا چاہئے تو درست ہے یا نہیں؟

شکیل احمد۔۔۔۔۔۔ کراچی

جواب: ظہر عشاء کی نماز تنہا ادا کرنے کے باجود مسجد میں جماعت کے ساتھ نفل کی نیت سے شامل ہو سکتے ہیں البتہ فجر اور مغرب کے فرض ادا کرنے کے بعد جماعت میں شامل ہونا درست نہیں اسی طرح عصر کے فرض ادا ہونے کے باوجود جماعت میں شامل ہونا درست نہیں کیونکہ فجر اور عصر کے بعد کوئی نفل نہیں ادا کئے جا سکتے اور مغرب کی رکعات تین ہوتی ہیں اور نفل تین رکعات نہیں ہوتے۔

اذان کے دوران سلام کا جواب

سوال: اگر اذان ہو رہی ہو اور کوئی آ کر سلام کر دے تو سننے والے کو جواب دینا ضروری ہے یا نہیں اور جواب نہ دیا تو گناہ ہو گا یا نہیں؟

عرفان علی۔۔۔۔۔۔ کراچی

جواب: اذان کے وقت سلام کرنا مکروہ ہے اور سننے والے کو جواب دینا ضروری نہیں اور جواب نہ دیا تو کوئی گناہ بھی نہیں ہے۔

ایصال ثواب کا طریقہ

سوال: میرے ایک عزیز دوست کا انتقال ہو گیا اور میں اس کے لئے ایصال ثواب کرنا چاہتا ہوں اس کا درست طریقہ کونسا ہو گا؟

محمد شریف بلوچ۔۔۔۔۔۔ کراچی

جواب: ایصال ثواب بدنی اور مالی دونوں طریقوں سے کیا جا سکتا ہے مثلاً نماز یا قرآن پڑھ کر ثواب پہنچائیں اور مالی طور پر اللہ کی راہ میں ثواب کی نیت سے کچھ خرچ کرتے رہیں اس کا ثواب اس کی روح کو ایصال ثواب کر دیں۔

قرض کی ادائیگی کیلئے دعا

سوال: میرے والد صاحب مقروض ہیں برائے مہربانی قرض دور ہونے کیلئے کوئی دعا تحریر فرما دیں۔ نیز میرا دل نماز میں نہیں لگتا اس کیلئے بھی کوئی تجویز تحریر فرمائیں؟

محمد عمران شہزاد۔۔۔۔۔۔۔ کراچی

جواب: ایک حدیث میں قرض کی دوری کے لئے حضور اکرم ﷺ نے اس طرح الفاظ ارشاد فرمائے ہیں۔ ’’**الھم اعوذ بک من غلبۃ الدین**‘‘ یعنی پناہ مانگتا ہوں تیری قرض کے چھا جانے سے۔ چنانچہ والد صاحب یہ دعا پڑھتے رہا کریں ایک شخص نے جب بارگاہ رسالت میں مقروض ہو جانے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ دعا نہ سکھادوں کہ جب تم اسے پڑھو تو اللہ تمہارے سب غم مٹادے اور تمہارا قرض دور کر دے۔

نماز میں دل لگنے کیلئے آپ **رب اشرح لی صدری** کا ورد جتنا ہو سکے اسی نیت سے کرتے رہیں اور سستی دور ہونے کے لئے لاحول کا ورد کرتے رہیں۔



یارِ غار، بدر و قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیل الرحمٰن

ایک مختصر مضمون میں سیدنا صدیق اکبرؓ کی شخصیت اور ان کی خدمات کا احاطہ کرنا خاصا مشکل بلکہ ناممکن ہے لیکن ان کے یوم وفات (۲۱ جمادی الاخر ۱۳ھ) کی مناجت اظہار عقیدت کے طور چند سطور حاضر ہیں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ اور حضورؐ سرور کائنات میں صرف دو سال کی چھوٹائی بڑائی تھی یعنی آپؓ حضورؐ سے دو سال چھوٹے تھے (جو بہت زیادہ نہیں) عرب کے معزز قبیلے بنو تیم سے تعلق تھا اور معاشرتی مسائل کے حل کے سلسلے میں ان کے گھرانے حصوصاً انہیں فوقیت حاصل تھی اور لوگ ان سے رجوع کرتے تھے۔ بچپن کے دوست اپنے دوست کے بارے میں وہ کچھ جانتے ہیں جو گھر والے بھی نہیں جانتے ہیں اسی لئے کہ بچپن کے دوست کی بات کو اہمیت دی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ چالیس برس تک ساتھ رہنے والے ساتھی (محمد رسول ﷺ) نے جب اعلان بنوت فرمایا تو سب سے پہلے بچپن کے اس دوست نے تصدیق کی اور کہا صدقت یا رسول ﷺ۔ صرف صدیقی گھرانے کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ ان کی چار پشتوں کو صحابی ہونے کا اعزاز ملا یعنی صدیق اکبرؓ کے والد عثمان (ابو قحافہ) جو اگرچہ تاخیر سے اسلام لائے لیکن بالاخر نور اسلام سے منور ہوئے۔ خود حضرت صدیق اکبرؓ ان کی تین ازواج (۱) سیدہ زینب (ام رومان) (۲) سیدہ اسما بنت عمیس (۳) سیدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری۔ اور اولاد یعنی پہلی بیوی قتیلہ بنت عبدالعزیٰ سے بیٹا عبداللہ (صحابی) اور بیٹی سیدہ اسما (صحابیہ) جن کا لقب ذات النطاقین تھا جن کی شادی سیدہ خدیجہ کے بھتیجے زبیر بن العوام سے ہوئی۔ دوسری صحابیہ بیوی زینب (ام رومان) کے بطن سے سید عبدالرحمن (صحابی) ان کے بیٹے (حضرت صدیق کے پوتے) سید محمد عتیق صحابی سیدہ ام رومان کے بطن سے۔ تاریخ اسلام کی وہ نابغہ روزگار ہستی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ولادت بھی ہوئی جنہیں ام لمومنین (تمام مومنوں کی ماں) ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا جن کے حجرۂ مبارکہ کو آقائے نامدار کی ابدی آرام گاہ ہونے کی

بچپن کے دوست اپنے دوست کے بارے میں وہ کچھ جانتے ہیں جو گھر والے بھی نہیں جانتے ہیں اسی لئے کہ بچپن کے دوست کی بات کو اہمیت دی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ چالیس برس تک ساتھ رہنے والے ساتھی (محمد رسول ﷺ) نے جب اعلان بنوت فرمایا تو سب سے پہلے بچپن کے اس دوست نے تصدیق کی اور کہا صدقت یا رسول ﷺ

سعادت حاصل ہوئی ۔ تیسری بیوی سیدہ اسما بنت عمیس تھیں یہ دراصل سیدنا جعفر طیارؓ کی زوجہ تھیں جب وہ جنگ موتہ میں شہید ہوگئے تو حضورؐ کی ایما پر حضرت ابو بکرؓ سے شادی کرلی ان سے ۱۰ ھجری میں محمد (بن ابو بکر) پیدا ہوئے۔

چوتھی بیوی سیدہ حبیبہ انصاریہ تھیں جو صحابیہ تھیں ان خاتون سے حضرت صدیق اکبر کی وفات کے چند روز بعد ام کلثوم نامی بیٹی کی ولادت ہوئی۔ صدیق اکبرؓ عزم وہمت کے اعتیاد مرد آہن تھے اللہ اور رسولؐ پر ان کا اس حد تک ایمان تھا جتنا ایک سچے مسلمان کی ہونا چاہیے چنانچہ رسولؐ اللہ کی وفات کے فوراً بعد بیشتر قبائل عرب مرتد اور باغی ہوگئے بہت سے لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا ادھر اسامہ بن زید کو مقرر مہم پر بھیجنے کے سلسلے میں بعض صحابہؓ کی رائے تھی کہ موخر کر دیا جائے لیکن صدیق اکبرؓ کا فیصلہ تھا کہ جو لشکر جس کی سرکردگی میں رسولؐ اللہ نے اپنی زندگی میں جس مہم کے لئے ترتیب دیا تھا اس کو میں صدیق اکبرؓ ہرگز نہیں روکوں گا اسی طرح مانعینِ زکوٰۃ کے مسئلے کو بھی انہوں نے موخر نہیں کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایسے نازک لمحات میں کہ اسلام کا وجود ابھی بالکل نیا تھا کئی لوگوں نے کذاب نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا اور ان کے ساتھ ان کے قبائل اور دوسرے معتقدین پر مشتمل مضبوط فوج بھی تھی جو آمادۂ فساد تھے یعنی ایک نبی اور ایک دین کی جگہ کئی دین کا اجراء چاہتے لیکن قربان جایئے ابو بکر صدیقؓ کے اس قوت ارادی اور اللہ کی ربوبیت وحاکمیت پر غیر متزلزل یقین کے کہ انہوں نے طے کرلیا کہ خواہ کچھ ہوجائے وہ سب سے پہلے ان مدعیان نبوت کا خاتمہ کریں گے چنانچہ وہ ان کے استحصال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس وقت تک چین نہیں لیا جب تک اپنے آقا سید الانبیاء خاتم المرسلین کے مدمقابل آنے والوں کو جہنم رسید نہیں کر دیا آپ ذرا ٹھنڈے دل سے اس بات پر غور کریں اگر اس وقت جب کہ ریاست مدینہ کے لئے کئی مشکلات درپیش تھیں دشمنان اسلام حکومت کو کمزور بلکہ آخری حد تک نقصان پہنچانا چاہتے تھے اس طرح دراصل یہ لوگ (مرتد و باغی گروہ) اسلام کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنا چاہتا تھا ان حالات میں اگر ابو بکر صدیقؓ ذرا بھی کم ہمتی سے کام لیتے تو (خاکم بدہن) معلوم نہیں آج کتنے کذاب نبیوں کی امتیں موجود ہوتیں لیکن آفرین ہے تدبر و جراتِ صدیقی کو کہ انہوں نے سب کچھ اللہ کے بھروسے پر چھوڑ دیا اور جھوٹے نبیوں کے خاتمے کے لئے میدان عمل میں آگئے، افسوس تاریخ میں کوئی دوسرا صدیق پیدا نہیں ہوا،

جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اسلام قبول کیا اس وقت ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے یہ رقم انہوں ساری کی ساری اسلام کی تبلیغ پر خرچ کی اس رقم سے انہوں نے بے شمار غلام خرید کر آزاد کئے جو مسلمان ہوگئے اور کئی لوگ ہماری تاریخ کا روشن ستارہ ثابت ہوئے تبھی تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میرے ذمہ کسی کا قرض نہیں جو ادا نہ کر دیا ہو سوائے ابو بکرؓ کے اس کی جزا صرف اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ صدیق اکبرؓ کی کوششوں اور ذاتی اثر ورسوخ کی بنا پر جن حضرات نے اسلام قبول کیا ان میں سے کئی ہستیوں کو عشرہ مبشرہ میں شامل ہونے کا اعزاز ربانی حاصل ہوا رسول اللہؐ سے یوں تو ساتویں پشت میں شجرۂ نسب مل جاتا ہے لیکن حضورؐ کی بعثت کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کو رسول اللہؐ کے خسر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

علما فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام لوگوں میں سب سے افضل ہیں۔حضور اکرم رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے کہ "حضرت ابو بکر صدیق لوگوں میں سب سے بہتر ہیں علاوہ اس کے کہ وہ نبی نہیں۔"

ایک مرتبہ حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اُمت میں سب سے افضل ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس اُمت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر حضرت ابو بکر اور عُمر رضی اللہ عنھم ہیں ۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت فرماتے تھے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ایمان کو علی الاعلان ظاہر فرماتے تھے۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ 25)

دلچسپ وعجیب

ناقابلِ یقین قرآنی معلومات

تحقیق : ڈاکٹر راشد خلیفہ (مصر)

قرآن حکیم کا دعوی ہے کہ اس میں کوئی باطل بات داخل نہیں ہو سکتی۔اس لئے کہ قرآن حکیم کا ایک ایک حرف اتنی زبردست کیلکو لیشن اور اتنے حساب و کتاب کے ساتھ اپنی جگہ پر فٹ ہے کہ اسے تھوڑا سا ادھر ادھر کرنے سے وہ ساری کیلکو لیشن درھم برھم ہو جاتی ہے جس کے ساتھ قرآنِ پاک کی اعجازی شان نمایاں ہے ۔ اتنی بڑی کتاب میں اتنی باریک کیلکو لیشن کا کوئی رائٹر تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بریکٹس میں دیے گئے یہ الفاظ بطور نمونہ ہیں ورنہ قرآن کا ہر لفظ جتنی مرتبہ استعمال ہوا ہے وہ تعداد اور اس کا پورا بیک گراونڈ اپنی جگہ خود علم و عرفان کا ایک وسیع جہان ہے۔دنیا کا لفظ اگر 115 مرتبہ استعمال ہوا ہے تو اس کے مقابل آخرت کا لفظ بھی 115 مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ وعلی ھذ القیاس۔

(دنیا وآخرت:115)

(شیاطین وملائکہ:88)

(موت وحیات:145)

(نفع وفساد:50)

(اجر فصل108)

(کفر وایمان :25)

(شہر:12) کیونکہ شہر کا مطلب مہینہ اور سال میں 12 مہینے ہی ہوتے ہیں اور یوم کا لفظ 360 مرتبہ استعمال ہوا ہے اتنی بڑی کتاب میں اس عددی مناسبت کا خیال رکھنا کسی بھی انسانی مصنف کے بس کی بات نہیں۔ مگر بات یہیں ختم نہیں ہوتی۔۔۔جدید ترین ریسرچ کے مطابق قرآن حکیم کے حفاظتی نظام میں 19 کے عدد کا بڑا عمل دخل ہے ،اس حیران کن دریافت کا سہرا ایک مصری ڈاکٹر راشد خلیفہ کے سر ہے جو امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں کیمسٹری کے پروفیسر تھے۔1968ء میں انہوں نے مکمل قرآنِ پاک کمپیوٹر پر چڑھانے کے بعد قرآنِ پاک کی آیات ان کے الفاظ و حروف میں کوئی تعلق تلاش کرنا شروع کر دیا رفتہ ،رفتہ اور لوگ بھی اس ریسرچ میں شامل ہوتے گئے حتی کہ 1972ء میں یہ ایک باقاعدہ سکول بن گیا۔ریسرچ کے کا کام جونہی آگے بڑھا ان لوگوں پر قدم قدم پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے،قرآنِ حکیم کے الفاظ و حروف میں انہیں ایک ایسی حسابی ترتیب نظر آئی جس کے مکمل ادراک کیلئے اس وقت تک کے بنے ہوئے کمپیوٹر ناکافی تھے۔ کلام اللہ میں 19 کا ہندسہ صرف سورہ مدثر میں آیا ہے جہاں اللہ نے فرمایا: دوزخ پر ہم نے انیس محافظ فرشتوں کو مقرر کر رکھا ہے اس میں کیا حکمت ہے یہ تو رب ہی جانے لیکن اتنا اندازہ ضرور ہو جاتا ہے کہ 19 کے عدد کا تعلق اللہ کے کسی حفاظتی انتظام سے ہے پھر ہر سورت کے آغاز میں قرآنِ مجید کی پہلی آیت بسم اللہ کو رکھا گیا ہے گویا کہ اس کا تعلق بھی قرآن کی حفاظت سے ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں بسم اللہ کے کل حروف بھی 19 ہی ہیں پھر یہ دیکھ کر مزید حیرت میں اضافہ ہوتا ہے کہ بسم اللہ میں ترتیب کے ساتھ چار الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں ریسرچ کی تو ثابت ہوا کہ اسم پورے قرآن میں 19 مرتبہ استعمال ہوا ہے لفظ الرحمن 57 مرتبہ استعمال ہوا ہے جو 19×3 کا حاصل ہے اور لفظ الرحیم 114 مرتبہ استعمال ہو ہے جو 19×6 کا حاصل ہے اور لفظ اللہ پورے قرآن میں 2699 مرتبہ استعمال ہوا ہے 19×142 کا حاصل ہے لیکن یہاں بقیہ ایک رہتا ہے جس کا صاف مطلب ہے کہ اللہ کی ذات پاک کسی حساب کے تابع نہیں ہے وہ یکتا ہے۔ قرآن مجید کی سورتوں کی تعداد بھی 114 ہے جو 19×6 کا حاصل ہے سورہ توبہ کے آغاز میں بسم اللہ نازل نہیں ہوئی لیکن سورہ نمل آیت نمبر 30 میں مکمل بسم اللہ نازل کر کے 19 کے فارمولا کی تصدیق کر دی اگر ایسا نہ ہوتا تو حسابی قاعدہ فیل ہو جاتا۔



اب آیئے حضور علیہ السلام پر اترنے والی پہلی وحی کی طرف: یہ سورعلق کی پہلی 5 آیات ہیں: اور یہیں سے 19 کے اس حسابی فارمولے کا آغاز ہوتا ہے! ان 5 آیات کے کل الفاظ 19 ہیں اور ان 19 الفاظ کے کل حروف 76 ہیں جو ٹھیک 19×4 کا حاصل ہیں لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوتی جب سورہ علق کے کل حروف کی گنتی کی گئ تو عقل تو ورطہ حیرت میں ڈوب گئی کہ اسکے کل حروف 304 ہیں جو 19×4×4 کا حاصل ہیں۔ عقل یہ دیکھ کر حیرت کی اتھاہ گہرائیوں میں مزید ڈوب جاتی ہے کہ قرآنِ پاک کی موجودہ ترتیب کے مطابق سورہ علق قرآن پاک کی 96 نمبر سورت ہے اب اگر قرآن کی آخری سورت والناس کی طرف سے گنتی کریں تو اخیر کی طرف سے سورہ علق کا نمبر 19 بنتا ہے اور اگر قرآن کی ابتدا سے دیکھیں تو اس 96 نمبر سورت سے پہلے 95 سورتیں ہیں جو ٹھیک 19×5 کا حاصل ضرب ہیں جس سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ سورتوں کے آگے پیچھے کی ترتیب بھی انسانی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حسابی نظام کا ہی ایک حصہ ہے۔ قرآنِ پاک کی سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت سورہ نصر ہے یہ سن کر آپ پر پھر ایک مرتبہ خوشگوار حیرت طاری ہو گی کہ اللہ پاک نے یہاں بھی 19 کا نظام برقرار رکھا ہے پہلی وحی کی طرح آخری وحی سورہ نصر ٹھیک 19 الفاظ پر مشتمل ہے یوں کلام اللہ کی پہلی اور آخری سورت ایک ہی حسابی قاعدہ سے نازل ہوئیں۔ سورہ فاتحہ کے بعد قرآن حکیم کی پہلی سورت سورہ بقرہ کی کل آیات 286 ہیں 2 ہٹادیں تو مکی سورتوں کی تعداد سامنے آتی ہے 6 ہٹادیں تو مدنی سورتوں کی تعداد سامنے آتی ہے۔ 86 کو 28 کے ساتھ جمع کریں تو کل سورتوں کی تعداد 114 سامنے آتی ہے۔ آج جب کہ عقل وخرد کو سائنسی ترقی پر بڑا ناز ہے یہی قرآن پھر اپنا چیلنج دہراتا ہے حسابدان، سائنسدان، ہر خاص وعام مومن کافر سبھی سوچنے پر مجبور ہیں کہ آج بھی کسی کتاب میں ایسا حسابی نظام ڈالنا انسانی بساط سے باہر ہے طاقتور کمپوٹرز کی مدد سے بھی اس جیسے حسابی نظام کے مطابق ہر طرح کی غلطیوں سے پاک کسی کتاب کی تشکیل ناممکن ہو گی لیکن چودہ سو سال پہلے تو اس کا تصور ہی محال ہے لہذا کوئی بھی صحیح العقل آدمی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ قرآنِ کریم کا حسابی نظام اللہ کا ایسا شاہکار معجزہ ہے جس کا جواب قیامت تک کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔

مزیدار کھانے

کافی نان ختائی



کشف خان

اجزاء: میدہ (چھنا ہوا) ایک پیالی + 2 کھانے کے چمچے، بیسن 2 کھانے کے چمچے، بیکنگ سوڈا 1/4 چائے کا چمچہ، کافی ڈیڑھ چائے کا چمچہ، پستے (کٹے ہوئے) 2 کھانے کے چمچے، باریک پسی ہوئی چینی آدھی پیالی، نمک ایک چٹکی، گھی آدھی پیالی، انڈے کی زردی ایک عدد، سوجی ایک کھانے کا چمچہ،

تیار کرنے کی ترکیب:

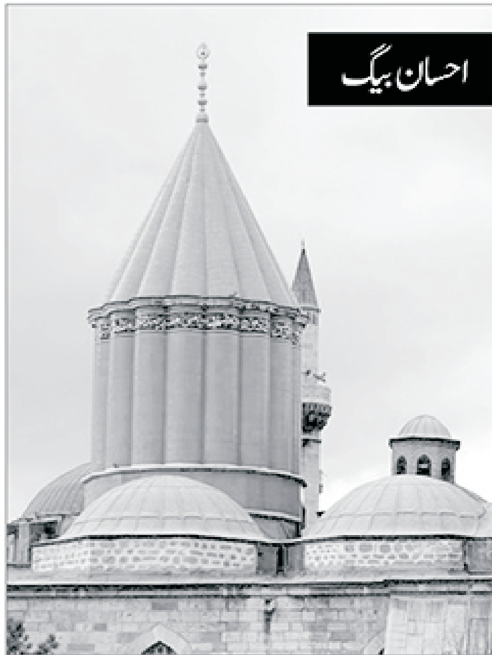
میدہ، بیسن، بیکنگ سوڈا، کافی اور نمک ملا کر چھان لیں، ایک پیالے میں گھی اور چینی کو الیکٹرک بیٹر سے یکجان کرلیں، اس میں چھنا ہوا آمیزہ ملائیں اور گوندھ کر رکھ دیں، اس کی چھوٹی چھوٹی بالز بنا کر بیکنگ ٹرے پر رکھیں اور انگوٹھے سے دبا کر چپٹا کر دیں، اس پر زردی لگا کر پستے چھڑک دیں، ٹرے کو پہلے سے گرم اوون میں 180^{c} پر 20 منٹ تک پکا کر نکال لیں۔

کافی نان ختائی تیار ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

احسان بیگ



دورانسانیت میں بہت ہی کم ایسی ہستیاں ہیں جوانسان کی سربلندی کے لیے اپنی صدائے حق، پاس نفاس، جوش محبت، سچے وعدوں اورکامل راہنمائی کی وجہ سے صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی زندہ وجاوید ہیں۔حقیقت میں ماضی ایسے عظیم کرداروں کو نہ تو ہم سے جدا کرسکتاہے اورنہ ہی ان کے خیالات کومتروک کرسکتاہے۔ان کے قوت عمل سے لبریز زندہ وجاوید خیالات، تجزبات، تشریحات، روحانی پیغامات ہمارے جدید اورگوناں گوں سماجی مسائل کا قابل قبول نعم البدل پیش کرتے ہیں۔مولانا روم ایسی ہی ایک زندہ جاوید ممتاز روحانی ہستی ہیں، گوکہ صدیوں کے طویل ترین عرصہ نے ان کوطبعی طور پرہم سے جدا کیاہے وہ آج بھی ہماری آہوں اورسسکیوں کو سنتے ہیں۔ہماری حالت زار سے اچھی طرح باخبر ہیں۔ہمارے احساسات اورغموں میں شامل ہیں۔اور ہمارے پیچیدہ اورگوناں گوں مسائل کا بے مثل حل مسحورکن آواز میں پیش کرتے ہیں۔جس کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔اس حقیقت کے باوجودکہ وہ صدیوں پہلے اس دنیافانی میں تشریف فرماتھے۔وہ آج بھی ہمارے درمیان ہماری راہنمائی کے لیے موجود ہیں۔وہ عظیم روحانی ہستی نور ہدایت سے منور ہے۔جو ہرلمحہ انسانیت کے آقاومولا حضرت محمد ﷺ سے نور ہدایت کے فیوض وبرکات کیے ہوئے ہیں۔انہوں نے سالکین کونور ہدایت سے مستفید فرمایا۔اور آج بھی انسانیت کواپنے نور سے منور فرمارہے ہیں۔وہ اپنے آقاومولی حضرت محمد ﷺ کی حقیقی جانشین تھے اور آج بھی اس مسند غلامی پر جلوہ افروز ہیں۔مولانا جلال الدین رومی مردکامل اور مردخدا ہیں جنہوں نے خداکے قرب کے حصول کے لیے برق رفتاری سے روحانی منازل طے کیں۔انہوں نے دوسرے لاتعداد افراد میں اس روحانی سفر کو طے کرنے کا پاکیزہ جذبہ بیدار کیا۔ ایسا عظیم روحانی سفر طے کرنے کا جذبہ صادق جوقرب خدا کے حصول کی جستجو کوتیز تر کردے۔وہ ایک متوازن صاحب حال مردکامل تھے۔جنہوں نے شدید جذبہ محبت سے اپنی پاکیزہ زندگی کو روحانی معراج کی رفعتوں سے ہم کنارکیا۔انہوں نے دوسرے افرادمیں بھی ان پاکیزہ احساسات کوتحریک دی۔اورآج بھی اس روحانی تحریک کے روح رواں ہیں۔رومی نے اپنے عشق خدا اپنے علم مدنی اورخدا کے ساتھ اپنے شدیدلگا کے علاوہ انہوں نے خوف خدااورادب کی وجہ سے شہرت دوام اورممتاز مقام حاصل کیاہے۔انہوں نے انسانیت کواپنے مسحورکن انداز میں حقیقت ابدی کی تلاش کرنے کی طرف مائل کیا۔آج بھی اس روحانی تحریک کی راہنمائی فرمارہے ہیں۔آج بھی ان کی صدائے حق ہرفردکوحقیقت ابدی کی شدیدمحبت رب العزت کے خصوصی فضل وکرم کامرہون منت تھا۔ان کی پاکیزہ زندگی رب کی سچائی اورحقانیت کی واضح شہادت پیش کرتی ہے۔بیک وقت جیسے وہ اپنے دور کے افراد سے انتہائی موثر انداز میں مخاطب ہوتے تھے۔وہ اپنے اس عظیم مشن میں بہت ہی زیادہ صاحب اثر تھے۔انہوں نے اپنی صدائے حق اور پاس انفاس میں ایسی اخلاقی اورروحانی قوت کواجاگر کیاتھا، جوکہ پیغمبراسلام حضرت محمد ﷺ کی صدائے حق اور پاس انفاس کاکامل پرتو تھا۔رومی کی صدائے حق آج بھی صدیوں کے طویل عرصہ کے بعدجذبہ اشتیاق سے سماعت کی جاتی ہے۔وہ ایسی مسرت بخش آواز میں مخاطب ہوئے کہ انہوں نے نہ صرف اپنے ہم عصر معزز عوام کی مکمل راہنمائی فرمائی، بلکہ دور حاضر کے انسانوں کی بھی مکمل راہنمائی فرمارہے ہیں۔خداوندقدوس نے ان کو یہ عظیم فریضہ سرانجام دینے کے لیے منتخب فرمالیاتھا۔اس مقصد عظیم کے لیے رب وودود نے رومی کو روحانی اکمیت اورجسمانی جاہ وجلال سے مزین فرمایا تھا۔تاکہ وہ اس منصب جلیلہ میں مکمل طورپر نمایاں کامیابی حاصل کرسکیں۔ان کا قلب اظہر نور خدا کے انوار وتجلیات سے منور تھا۔اسی طرح ان کی قدرومنزلت اوران کی عقل سلیم کی وجہ سے بہت ہی نمایاں اورممتاز ہے۔اوران کی عقل سلیم کی ضیا،اس طرح سے منور ہے جس طرح ایک گوہرنایاب چمکتادمکتا ہے ان کی خودی کورب ذوالجلال کے مقدس رموزواسراراورعلم معرفت نے مکمل طورپراپنے احاطہ میں لیے ہوئے تھا۔ان کی روحانی آنکھیں اسی خصوصی نور سے منورتھیں۔

> مولانا جلال الدین رومیؒ وہ مرد
> کامل اور مرد خدا ہیں جنہوں نے
> خدا کے قرب کیلئے برق رفتاری
> سے روحانی منازل طے کیں

> مولانا روم نے انسانیت کواپنے مسحورکن انداز میں
> حقیقت ابدی کی تلاش کرنے کی طرف مائل کیا

حاصل کرتی ہے۔اوراس مقدس ومتبرک نورکوشش جہات مختلف انداز میں پھیلانے میں مصروف ہے۔مولانا روم خاصہ خاصان اولیاکرام میں سے ہیں۔ان کا قلب خداکے عشق اوراخلاص کی دولت سے معمور ہے۔وہ پاکیزہ ہستی جن کے الفاظ انسانیت کے لیے منارہ نور ہیں اورانسانیت سے محبت کرنے والی عظیم شخصیات میں ممتاز اورنمایاں مقام رکھتے ہیں۔وہ حضرت اسرافیل کے مقدس مشن کے کل بھی امین تھے اورآج بھی مردہ دلوں میں روحانی زندگی کی شمع روشن کررہے ہیں۔انہوں نے مردہ دلوں میں آب حیات سے زندگی کی روحانی اوراخلاقی رمق دمق پیدا کی،اورآج بھی اس روحانی زرخیزی کا عمل خیز جاری

دورِ انسانیت میں بہت ہی کم ایسی ہستیاں ہیں جو انسان کی سربلندی کے لیے اپنی صدائے حق، پاس نفاس، جوش محبت، سچے وعدوں اور کامل راہنمائی کی وجہ سے صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی زندہ وجاوید ہیں۔ حقیقت میں ماضی ایسے عظیم کرداروں کو نہ تو ہم سے جدا کرسکتا ہے اور نہ ہی ان کے خیالات کو متروک کرسکتا ہے۔ ان کے قوتِ عمل سے لبریز زندہ وجاوید خیالات، تجزیات، تشریحات، روحانی پیغامات ہمارے جدید اور گوناں گوں ساجی مسائل کا قابل قبول نعم البدل پیش کرتے ہیں۔ مولانا روم ایسی ہی ایک زندہ جاوید ممتاز روحانی ہستی ہیں، گوکہ صدیوں کے طویل ترین عرصہ نے ان کو طبعی طور پر ہم سے جدا کیا ہے وہ آج بھی ہماری آہوں اور سسکیوں کو سنتے ہیں۔ ہماری حالت زار سے اچھی طرح باخبر ہیں۔ ہمارے احساسات اور غموں میں شامل ہیں۔ اور ہمارے پیچیدہ اور گوناں گوں مسائل کا بے مثل حل مسحور کن آواز میں پیش کرتے ہیں۔ جس کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ وہ صدیوں پہلے اس دنیا فانی میں تشریف فرما تھے۔ وہ آج بھی ہمارے درمیان ہماری راہنمائی کے لیے موجود ہیں۔ وہ عظیم روحانی ہستی نور ہدایت سے منور ہے۔ جو ہر لمحہ انسانیت کے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ سے نورِ ہدایت کے فیوض و برکات حاصل کرتی ہے۔ اور اس مقدس و متبرک نور کو شش جہات مختلف انداز میں پھیلانے میں مصروف ہے۔ مولانا روم خاصہ خاصان اولیا کرام میں سے ہیں۔ ان کا قلب خدا کے عشق اور اخلاص کی دولت سے معمور ہے۔ وہ پاکیزہ ہستی جن کے الفاظ انسانیت کے لیے منارہ نور ہیں اور انسانیت سے محبت کرنے والی عظیم شخصیات میں ممتاز اور نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ وہ حضرت اسرافیل کے مقدس مشن کے کل بھی امین تھے اور آج بھی مردہ دلوں میں روحانی زندگی کی شمع روشن کررہے ہیں۔ انہوں نے مردہ دلوں میں آب حیات سے زندگی کی روحانی اور اخلاقی رمق دمق پیدا کی، اور آج بھی اس روحانی زرخیزی کا عمل خیز جاری کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے سالکین کو نور ہدایت سے مستفید فرمایا۔ اور آج بھی انسانیت کو اپنے نور سے منور فرما رہے ہیں۔ وہ اپنے آقا و مولی حضرت محمد ﷺ کی حقیقی جانشین تھے اور آج بھی اس مسند غلامی پر جلوہ افروز ہیں۔ مولانا جلال الدین رومی مرد کامل اور مرد خدا ہیں جنہوں نے خدا کے قرب کے حصول کے لیے برق رفتاری سے روحانی منازل طے کیں ۔ انہوں نے دوسرے لاتعداد افراد میں اس روحانی سفر کو طے کرنے کا پاکیزہ جذبہ بیدار کیا۔ ایسا عظیم روحانی سفر طے کرنے کا جذبہ صادق جو قرب خدا کے حصول کی جستجو کو تیز تر کردے۔ وہ ایک متوازن صاحب حال مرد کامل تھے۔ جنہوں نے شدید جذبہ محبت سے اپنی پاکیزہ زندگی کو روحانی معراج کی رفعتوں سے ہم کنار کیا۔ انہوں نے دوسرے افراد میں بھی ان پاکیزہ احساسات کو تحریک دی۔ اور آج بھی اس روحانی تحریک کے روح رواں ہیں۔ رومی نے اپنے عشق خدا اپنے علم مدنی اور خدا کے ساتھ اپنے شدید لگاؤ کے علاوہ انہوں نے خوف خدا اور ادب کی وجہ سے شہرت دوام اور ممتاز مقام حاصل کیا ہے۔ انہوں نے انسانیت کو اپنے مسحور کن انداز میں حقیقت ابدی کی تلاش کرنے کی طرف مائل کیا۔ آج بھی اس روحانی تحریک کی راہنمائی فرما رہے ہیں۔ آج بھی ان کی صدائے حق ہر فرد کو حقیقت ابدی کی شدید محبت رب العزت کے خصوصی فضل



وکرم کا مرہون منت تھا۔ ان کی پاکیزہ زندگی رب کی سچائی اور حقانیت کی واضح شہادت پیش کرتی ہے۔ بیک وقت جیسے وہ اپنے دور کے افراد سے انتہائی موثر انداز میں مخاطب ہوتے تھے وہ اپنے اس عظیم مشن میں بہت ہی زیادہ صاحب اثر تھے انہوں نے اپنی صدائے حق اور پاس انفاس میں ایسی اخلاقی اور روحانی قوت کو اجاگر کیا تھا، جو کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی صدائے حق اور پاس انفاس کا کامل پرتو تھا۔ رومی کی صدائے حق آج بھی صدیوں کے طویل عرصہ کے بعد جذبہ اشتیاق سے سماعت کی جاتی ہے۔ وہ ایسی مسرت بخش آواز میں مخاطب ہوئے کہ انہوں نے نہ صرف اپنے ہم عصر معزز عوام کی مکمل راہنمائی فرمائی، بلکہ دور حاضر کے انسانوں کی بھی مکمل راہنمائی فرما رہے ہیں۔ خداوند قدوس نے ان کو یہ عظیم فریضہ سرانجام دینے کے لیے منتخب فرمالیا تھا۔ اس مقصد عظیم کے لیے رب ودود نے رومی کو روحانی اکیت اور جسمانی جاہ وجلال سے مزین فرمایا تھا۔ تاکہ وہ اس منصب جلیلہ میں مکمل طور پر نمایاں کامیابی حاصل کرسکیں۔ ان کا قلب اطہر نور خدا کے انوار و تجلیات سے منور تھا۔ اسی طرح ان کی قدر و منزلت اور ان کی عقل سلیم کی وجہ سے بہت ہی نمایاں اور ممتاز ہے۔ اور ان کی عقل سلیم کی ضیا، اس طرح سے منور ہے جس طرح ایک گوہر نایاب چمکتا دمکتا ہے ان کی خودی کو رب ذوالجلال کے مقدس رموز و اسرار اور علم معرفت نے مکمل طور پر اپنے احاطہ میں لیے ہوئے تھا۔ ان کی روحانی آنکھیں اسی خصوصی نور سے منور تھیں۔

آسمان ولایت پر مولانا جلال الدین رومی ایک روشن ستارے کی طرح چمک دمک رہے ہیں۔ اور آج بھی اپنے زمانہ زندگی کی طرح دعوت حق کا منبع اور مرکز ہے۔ انہوں نے چراغ ولایت کے تمام اوصاف جلیلہ کو اپنی ذات میں مکمل طور پر متشکل کیا ہوا ہے۔ اور وہ یہ نور صداقت پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ سے مسلسل حاصل کررہے ہیں۔ خداوند کائنات کی کثیر تعداد میں خوش بخت مخلوق از خود وجدانی طور پر اس شمع ولایت کی جانب کشاں کشاں کھنچی آتی ہے۔ رومی کے نور والا تبے لاکھوں روحانی تتلیوں کو اپنی روحانی کشش سے اپنا دیوانہ بنایا ہوا ہے۔ وہ اس ضیائے حق کے حصول کی خاطر ان کی طرف کھنچی آتی ہیں۔ انسانیت جن اوصاف کاملہ کی جستجو میں سرگرداں ہے، رومی اس تحریک کے راہبر کامل ہیں۔ قرآن پاک میں جو صداقتیں بیان کی گئی ہیں، رومی ان حقائق اور معارف آیات قرآنی کے مجاب مفسر ہیں۔ عشق مصطفے ﷺ کے خوش اسلوب اور رواں گفتار ترجمان ہیں۔ رومی نے انتہائی کامیابی سے معرفت کی زبان استعمال کرکے انسانوں کی خدا کے عشق میں رواں دواں ہونے کی راہنمائی کی ہے۔ جو حضرات ان کے حلقہ ارادت میں ایک مرتبہ شامل ہوئے، انہوں نے عقیدہ وحدت الوجود کا مکمل فہم اور ادراک حاصل کرلیا تھا۔ جو ان کی راہنمائی میں قرآن پاک کا بغور مطالعہ کرتے ہیں ان کی زندگی میں ایسا روحانی انقلاب برپا ہوجاتا ہے جس طرح عظیم تر روحانی و اخلاقی انقلاب اصحاب رسول ﷺ کی زندگی میں بیان کیا جاتا ہے ۔ جب رومی کے فیض یافتہ احباب نے قرآن پاک کی آیات مقدسہ کی تفسیر بیان کی۔ تمام قلوب و اذہان نیا سی نور ہدایت سے استفادہ کیا۔ جو کہ رومی کی عقل سلیم نے ان میں منور کیا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آسمان معرفت کے تمام رموز و اسرار ان کے ذکر ذات 'اللہ' کرنے سے ان پر عیاں ہوجاتے تھے۔ رومی کا عشق الٰہی ایک شعلہ فشاں ولولہ تھا۔ جو معرفت خداوندی کے حصول کے لیے انمٹ درد اور مستقل جذب شوق اور اعلیٰ اشتیاق رکھتا تھا۔ وہ عشق الٰہی اور شوق معرفت کا روحانی جذبہ اپنی خلوت نشینی اور زہد و تقویٰ کو معاشرتی سرگرمیوں میں بروئے کار لاتے تھے۔ یہ ان کی خلوت نشینی کا ثمر تھا کہ ان سینہ حقیقی وصل خدا کے

دل کے امراض
بچاؤ اور
غذائی روغنیات

ڈاکٹر افراز (ٹوکیو)

دل کے امراض سے بچاؤ میں صحت مند غذا بہت اہم ہوتی ہے اور دل پر اس کا اچھا اثر اسی روز سے شروع ہو جاتا ہے جب سے اسکو اختیار کیا جائے، خواہ اب تک کی غذائی عادتیں جیسی بھی رہی ہوں۔ دل کے لیے صحت مند غذا کو اختیار کرنے کے بارے میں دو باتوں کا جاننا ضروری ہے، اول یہ کہ کیا کھایا جائے اور کیا نہیں اور دوم یہ کہ اسے کس مقدار میں لیا جائے۔ چربی یا روغنیات جسم کے لیے ضروری غذائی اجزاء ہیں جن سے دیگر فوائد کے ساتھ توانائی بھی حاصل ہوتی ہے، کسی بھی قسم کی لگ بھگ ایک گرام چربی سے ہمارے جسم کو کام کرنے کے لیے نو کیلوریاں توانائی کی ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ روغنیات کی کھانے میں موجودگی کی وجہ سے پیٹ بھی بھرا ہوا محسوس ہوتا ہے اور یہ بات، ضرورت سے زیادہ کھانے کو روکنے کے لیے ایک اہم عامل ہے مندرجہ بالا فوائد کے علاوہ روغنیات کے دیگر اہم افعال بھی ہیں جن میں؛ جسم میں حرارتی غلاف پیدا کرنا، متعدد وٹامن کو جذب کرنا اور ہارمون وغیرہ بنانا شامل ہیں۔ چربی کی بعض اقسام جیسے اومیگا تین فیٹی ایسڈ، جو اخروٹ، مچھلی اور السی کے بیجوں میں ملتا ہے نا صرف دل بلکہ قوت مدافعت کو مضبوط کرنے میں بھی اہم ہیں۔ روغنیات کا ایک اہم اثر خون میں کولیسٹرول کی مقدار پر ہوتا ہے؛ کولیسٹرول کی متعدد اقسام ہوتی ہیں، آسانی کے لیے یوں کہا جاسکتا ہے کہ دل کے اعتبار سے کولیسٹرول کی دو اقسام ہیں ایک وہ جو دل کے لیے مفید کولیسٹرول ہے اور دوسرا وہ جو دل کے لیے مضر کولیسٹرول ہے۔ بعض روغنیات ایسی ہیں جو دل کے لیے مفید کولیسٹرول کی مقدار بڑھاتی ہیں جبکہ باقی روغنیات دل کے لیے مضر کولیسٹرول کی مقدار بڑھاتی ہیں جن سے احتیاط کرنا چاہیے۔ چربی کی مختلف اقسام ہوتی ہیں جن میں کچھ کو صحت مند غذا میں مناسب مقدار میں شامل کرنا اور کچھ کو غذا میں شامل کرنے سے بچنا اہم ہے۔

> مضر کولیسٹرول کی قسم کے بجائے مفید کولیسٹرول کی قسم میں اضافہ کرنے والے روغنیات کے استعمال سے خون کی رگوں میں چربی کی وجہ سے بننے والی رکاوٹ سے بچا جاسکتا ہے جو کہ ہارٹ اٹیک اور فالج دونوں امراض کا ایک اہم سبب ہے۔

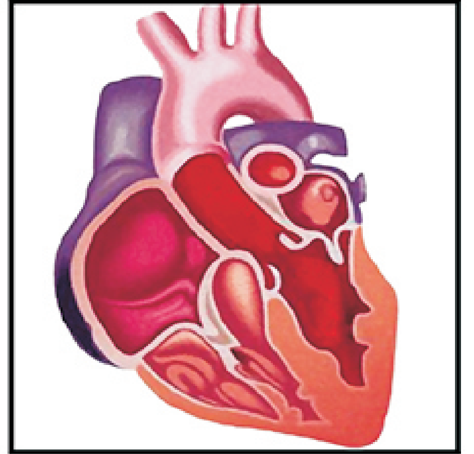
1۔ سیر شدہ روغنیات؛ یہ وہ چربی ہے جو کہ گوشت، مکھن اور پام تیل وغیرہ میں ہوتی ہیں ان کی زیادہ مقدار خون میں مضر کولیسٹرول کو بڑھا سکتی ہے لہذا ان کے بہت زیادہ استعمال سے بچنا چاہیے اور انکی یومیہ مقدار غذا میں پانچ یا چھے فیصد سے زیادہ نا ہو یعنی اندازہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ یہ کوئی پندرہ گرام کی مقدار ہو گی۔

2۔ غیر سیر شدہ روغنیات؛ یہ وہ چربی ہے جو کہ مچھلی اور پودوں (جیسے زیتون، اخروٹ، بھٹے یا کنولا وغیرہ) سے حاصل ہوتی ہیں۔ چربیوں کی

یہ قسم دوسری اقسام کی نسبت دل کے لیے بہتر ہوتی ہے اور دل کے امراض سے بچاؤ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

3۔تغیری روغنیات (trans fats) ؛

یہ چکنائیاں قدرت میں تو کم ہوتی ہیں مگر صنعتی طور پر مارجرین وغیرہ تیار کرنے کے لیے کافی بنائی جاتی ہیں، اگر کسی چیز پر ہائیڈروجینیٹڈ یا جزوی ہائیڈروجینیٹڈ فیٹ لکھا ہو تو سمجھیں اس میں تغیری چربی شامل ہے۔ یہ بھی سیر شدہ روغنیات کی طرح کولیسٹرول کو بڑھا سکتی ہیں۔ سیر شدہ اور تغیری روغنیات کے ضرورت



سے زیادہ استعمال کو روکنے اور غیر سیر شدہ روغنیات کو غذا میں مناسب مقدار میں شامل کرنے کے بارے میں چند نکات نیچے درج ہیں۔

1۔حیواناتی چکنائی سے بنے مکھن، گھی یا مایونیز وغیرہ کے بجائے نباتاتی چکنائی جیسے کنولا، بھٹے، سورج مکھی یا زیتون کا تیل، مکھن، مایونیز اور مارجرین استعمال کیا جائے۔

2۔ گوشت میں مچھلی کا استعمال بڑھانا چاہیے جس میں غیر سیر شدہ چربیات گائے یا مرغی کے

کولیسٹرول کی متعدد اقسام ہوتی ہیں بعض روغنیات ایسی ہیں جو دل کے لیے مفید کولیسٹرول کی مقدار بڑھاتی ہیں جبکہ باقی روغنیات دل کے لیے مضر کولیسٹرول کی مقدار بڑھاتی ہیں جن سے احتیاط کرنا چاہیے۔

گوشت کی نسبت زیادہ ہوتی ہیں

3۔ گوشت بغیر چربی کا ہونا چاہیے، اگر کھال یا چربی لگی نظر آتی ہو تو اس کو کاٹ کے الگ کردیں۔

4۔ کھانا پکاتے وقت تیل ضرورت سے زیادہ نا استعمال کریں۔

5۔ تیل میں تلی ہوئی کھانے کی چیزیں اچھی لگتی ہوں تو ضرور لیں مگر ممکنہ حد تک کم مقدار میں، جیسے آلو کی چپس، تلے کباب، سموسے اور پوری وغیرہ بطور خاص بازار میں بکتی ہوئی ایسی چیزیں جن میں چربی کی قسم کا معلوم نا ہو۔

6۔اگر معلومات درج کی گئی ہوں تو پر ہائیڈروجینیٹڈ یا جزوی ہائیڈروجینیٹڈ تیل یا گھی کے بجائے نان ہائیڈروجینیٹڈ لکھے ہوئے تیل کا انتخاب کریں۔

7۔اگر ممکن ہو تو بیس یا تیس گرام کے قریب خشک میوے کا استعمال کریں جیسے اخروٹ، بادام، کاجو یا چلغوزے وغیرہ۔

مضر کولیسٹرول کی قسم کے بجائے مفید کولیسٹرول کی قسم میں اضافہ کرنے والے روغنیات کے استعمال سے خون کی رگوں میں چربی کی وجہ سے بننے والی رکاوٹ سے بچا جا سکتا ہے جو کہ ہارٹ اٹیک اور فالج دونوں امراض کا ایک اہم سبب ہے۔ آخر میں یہ کہ ایک روز میں کس قدر چکنائی یا روغنیات کا استعمال کرنا چاہیے؟ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ روزانہ کی غذائی ضروریات میں سے بیس سے تیس فیصد حصہ روغنیات کا شامل کرنا بہتر ہے، اب چونکہ یومیہ غذائی ضروریات، عمر، وزن اور جسمانی کام کی وجہ سے مختلف افراد کی مختلف ہوتی ہیں اس لیے بیس سے تیس فیصد روغنیات کا جز بھی مختلف افراد کے لیے تھوڑا بہت مختلف ہوتا ہے۔ ایک



عام روزمرہ زندگی گذارنے والے شخص کو دو سے ڈھائی ہزار توانائی کی کیلوریاں درکار ہو سکتی ہیں؛ اب اگر ڈھائی ہزار کیلوریوں سے حساب لگایا جائے تو اسمیں چکنائی کا حصہ بیس فیصد یعنی 500 کیلوری ہوگا، اور جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ نو کیلوریاں ایک گرام چکنائی میں ہوتی ہیں تو یہاں درکار پانچ سو کیلوریوں کے لیے روزانہ کی غذا میں پچپن گرام روغنیات شامل کرنا ضروری ہیں۔



ٹماٹر بھارتی میڈیا کے دماغوں پر چھا گئے

فرحان شیخ

بھارتی میڈیا نے ٹماٹر کو بھی متنازعہ بنا دیا ہے، ان دنوں بھارتی میڈیا پر یہ چرچا عام ہے کہ ہم پاکستان کو ٹماٹر نہیں دینگے بھارتی ٹماٹر کھا کھا کر پاکستانی ہماری ہی فوج پر حملے کرتے ہیں اب نہ پاکستان کو ٹماٹر دینگے اور نہ ہی پاکستان کو کسی اور ملک کو ٹماٹر دینے دینگے حد ہو گئی ہے دشمنی کی کہ ٹماٹر جیسی بے زبان سبزی بھی اب پاکستانی اور بھارتی کے نام سے پکارے جانے لگی ہے قدرت نے ٹماٹر بنایا بھارتیوں نے ٹماٹروں کو بھی متنازعہ بنا دیا بھارتی میڈیا کے مطابق ٹماٹر کھا کھا کر پاکستانی افواج اور قوم اتنی طاقتور ہو گئی ہے کہ اسے اب کسی اور غذائی اجناس کی ضرورت ہی نہیں ہے جبکہ بھارتی یہ بھول گئے ہیں کہ پاکستان اسوقت گوشت کھانے والی قوموں میں ابتدائی دس ممالک میں شامل ہے اور گوشت کھانے والی قوموں کے دانت ہمیشہ مضبوط ہوتے ہیں دوسری جانب افسوسناک پہلو یہ ہے کہ پاکستان کو ٹماٹر ہی ملے تھے جو انڈیا سے درآمد کرنے کی ضرورت درپیش آگئی جبکہ پاکستان خود ایک زرعی ملک ہے جس میں اتنی مقدار میں ٹماٹر یا کوئی بھی اور سبزی یا پھل پیدا کرنے کی صلاحیت ہے کہ وہ دوسرے ممالک کو برآمد کر سکیں اس کے مقابل بھارتی ٹماٹر نہیں ہو گیا ایسا لگ رہا ہے انرجی سپلیمنٹ ہے جس کو پاکستانیوں نے نہیں

> بھارتی میڈیا کے مطابق ٹماٹر کھا کھا کر پاکستانی افواج اور قوم اتنی طاقتور ہو گئی ہے کہ اسے اب کسی اور غذائی اجناس کی ضرورت ہی نہیں ہے جبکہ بھارتی یہ بھول گئے ہیں کہ پاکستان اسوقت گوشت کھانے والی قوموں میں ابتدائی دس ممالک میں شامل ہے اور گوشت کھانے والی قوموں کے دانت ہمیشہ مضبوط ہوتے ہیں

کھایا تو خدانخواستہ سوکھے کے مرض میں مبتلا ہو جائیں گے احمقوں کی جنت میں رہنے والے بھارتی ٹماٹر ڈیلرز فرمارہے ہیں کہ شاید ٹماٹر کھانا پاکستانی افواج کا مشغلہ ہے جو اگر وہ نہیں کریں گے تو شاید ان کی ملکی دفاع کی صلاحیت کم ہو جائے گی کھلے عام احمقانہ باتیں کر رہے ہیں کہ نہ اب پاکستان کو ٹماٹر خود دیں گے اور نہ ہی دینے دیں گے ان کا یہ حال ہے کہ پاکستانی فوجی تو دور کی بات ہے پاکستانی کبوتر جم غفیر کے طور پر پاکستان سے ان کے ملک میں داخل ہو جائیں تو انہیں فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ کہیں ان کے پاؤں میں پاکستانی فوج نے چھوٹے چھوٹے بم نہ باندھ دیئے ہوں جو ملک کبوتروں سے خوفزدہ ہے اس سے یہ امید لگانا بالکل درست ہے کہ وہ ٹماٹروں کی برآمد گی سے یہ اندازہ لگا رہا ہو گا کہ ہم یہ ٹماٹر پاکستان کو برآمد کر رہے ہیں تو یہ ٹماٹر ہی پاکستانیوں کی صحت کے ضامن ہیں، مدعا اٹھا بھی تو ٹماٹروں پر بھارتی جارحیت جانوروں اور سبزیوں سے باہر آتی دکھائی نہیں دے رہی ہے، وزیراعظم پاکستان عمران خان نے جو دو ٹوک بات کی ہے وہ بالکل درست ہے اگر بھارتی فوجی جارحیت وقوع پذیر ہو گی تو پاکستان کے پاس تالیاں پیٹنے والی فوج تو ہے نہیں اس کا جواب وہی ہو گا جو مخالف کا ہو گا البتہ انکی یہ بات

زیادہ اہمیت کی حامل ہے جس کو بھارتی سنجیدہ دانشور درست تسلیم کر رہے ہیں کہ جنگ مسائل کا حل نہیں ہے ہر جنگ کا انجام ٹیبل پر باہمی بات چیت سے ہوتا ہے مگر اس کے مقابل بھارت کا میڈیا اس بات کے درپے دکھائی دے رہا ہے کہ شاید جنگ ہی مسائل کا حل ہوتا ہے یا شاید انہیں یہ یاد نہیں رہتا کہ اب جنگوں کا وہ زمانہ گزر چکا ہے جب جنگیں تیر، کمانوں، تلواروں یا طمنچوں سے ہوا کرتی تھیں جس میں افرادی قوت کی اہمیت ہوا کرتی تھی بھارتی میڈیا ہمیشہ جنگ کی بات کرتے ہوئے یہ بھی بھول جاتا ہے کہ پاکستان بھی ایٹمی طاقت ہے اگر جنگ مسلط کی گئ تو اس کے نتائج ہولناکی کو جنم دیں گے پاکستان دنیا کے ان ممالک میں شامل ہے جہاں جدید طرز فکر کو سامنے رکھتے ہوئے جنگی ساز و سامان کی طلب کو پورا کیا جاتا ہے لیکن اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا ہے کہ دنیا کو ڈرا کر رکھنا ہے کہ ہمارے پاس ایٹمی طاقت ہونے کے ساتھ ہم جنگیز و ساز و سامان سے لیس ہیں یہ کام جدید طرز کو دیکھتے ہوئے دنیا کے دیگر ممالک بھی سرانجام دے رہے ہیں تاکہ طاقت کا توازن قائم رکھا جاسکے مگر ایٹمی ہتھیار کو استعمال کرنے سے ہر ایک ہی گریزاں ہے جس کا سب سے اہم سبب باہمی بات چیت کو فروغ دینا ہے اب جنگیں جراثیمی ہتھیاروں تک جا پہنچی ہیں جو انسانیت کو ختم کرنے کے مترادف ہے بھارتی میڈیا کو کسی بھی مسئلے کو حل کرنے کیلئے افراتفری پھیلانے کے طریقہ کار کو ترک کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ باتیں کرنا دنیا کا آسان ترین کام ہے لیکن اس کے دوررس نتائج پر غور کرنے والے کم ہیں جو ان صدیوں کی جنگ کو مسئلے کے حل کے بجائے تباہی گردانتے ہیں البتہ پاکستانی میڈیا اس لحاظ سے کافی بہتر کردار ادا کرتا دکھائی دے رہا ہے جس کا فوکس جنگ نہیں بلکہ دونوں ممالک کے درمیان تنازعات کو حل کرنے پر ہے اور پاکستانی قوم، افواج پاکستان اور حکومت ایک پیج پر ہے کہ ضرورت پڑنے پر ملک کے دفاع سے قطعی گریز نہیں کیا جائیگا، ٹماٹروں پر ملکی مسائل کو میڈیا کے ذریعے اجاگر کرنے پر بھارتی میڈیا جگ ہنسائی کا سبب بن رہا ہے آخر میں سب سے اہم بات یہ کہ ماضی کے جھروکوں میں جھانکئے تو یہ بات عیاں ہے کہ جب بھی انڈیا میں انتخابات قریب ہوتے ہیں پاکستان مخالف کارڈ استعمال کیا جاتا ہے تاکہ انڈین عوام کو اپنی جانب راغب کیا جاسکے البتہ انڈین عوام اب کافی حد تک یہ بات سمجھ بھی چکے ہیں لیکن پھر بھی استعمال ہو جاتے ہیں پلوامہ واقعہ اسی سلسلے کی کڑی دکھائی دیتا ہے کہ اس کو استعمال کرکے انڈین عوام کو گمراہ کرکے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کی جائے اور ممکن ہے کہ یہ سلسلہ کسی نہ کسی طریقے سے دراز کیا جاتا رہے جب تک انڈیا میں نئے انتخابات کے بعد نئ حکومت کی تشکیل نہ ہو جائے، وزیراعظم پاکستان عمران خان کی یہ حکمت عملی بالکل درست ہے کہ پڑوسی ممالک کے تعلقات درست سمت میں چلنے چاہیئں ایک دوسرے سے باہم دست و گریباں ہونے سے خطے کی سالمیت کو شدید خطرات لاحق ہوسکتے ہیں بہتر ہے کہ جس طرح پاکستان کی سوچ مثبت ہے بھارت کے حکمراں اور ان کا میڈیا بھی مثبت سوچ لے کر کام کریں تو بات چیت کے ذریعے ہی مسائل کا حل نکالا جاسکتا ہے۔

اب جنگیں جراثیمی ہتھیاروں تک جا پہنچی ہیں جو انسانیت کو ختم کرنے کے مترادف ہے بھارتی میڈیا کو کسی بھی مسئلے کو حل کرنے کیلئے افراتفری پھیلانے کے طریقہ کار کو ترک کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ باتیں کرنا دنیا کا آسان ترین کام ہے لیکن اس کے دوررس نتائج پر غور کرنے والے کم ہیں

اخباری صنعت اور الیکٹرونک میڈیا کے برطرف ملازمین کو بحال کرو۔۔۔۔۔

ملک کے اہم ترین ستون صحافت پر عجیب بحران آیا ہوا ہے بڑی تیزی اور بڑی تعداد میں اس صنعت سے وابستہ کارکنان بیروزگار ہو رہے ہیں ان کی بحالی کے لئے تمام پی ایف یو جیز، کے یو جیز اور پریس کلب مشترکہ تحریک چلا رہے ہیں مگر اس تحریک میں شامل اداروں میں موجود ور کرز تنظیموں کا کردار مشکوک ہے اس بات سے تمام ورکرز اچھی طرح آگاہ ہیں ایسے میں نوجوان صحافی، شاعر اور براڈکاسٹر عمیر علی انجم نے اپنے قلم کے ذریعے تحریری طور پر اس تحریک کا حصہ بننے کا عزم کیا ہے ہم اس کو تحسین کی نگاہ دیکھتے ہیں اور اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ان تحریروں کو مظلوم صحافی کے قلم سے کے عنوان سے قارئین کی نظر کر رہے ہیں اگر آپ بھی کوئی تحریر لکھنا چاہیں تو ہمارے صفحات حاضر ہیں۔

عالی مرتبت رہنماؤں! کیا آپ میرا ساتھ دیں گے؟

عمیر علی انجم

آج سے تقریباً ڈیڑھ دہائی قبل جب میں نے شعبہ صحافت سے منسلک ہونے کا فیصلہ کیا تو میرے ذہن میں اس کے حوالے سے بہت مثالی تصورات تھے۔۔میں سمجھتا تھا کہ معاشرے کی بہتری اور مظلوموں کی آواز بننے کے لیے اس سے بہتر کوئی شعبہ ہو ہی نہیں سکتا۔۔میرے سامنے شعبہ صحافت سے وابستہ ایسی شخصیات موجود تھیں کہ جن کے بارے میں بلا شک و شبہ کہا جاسکتا تھا کہ دامن نچوڑیں تو فرشتے وضو کریں حقیقت کا ادراک مجھے اس وقت ہوا جب میں خود اس سمندر میں کودا۔۔۔ہاں میں یہ بات ضرور کہہ سکتا ہوں کہ آج سے 15 سال قبل صورت حال اس قدر خراب نہ تھی جو اس وقت ہے۔قحط الرجال کا یہ دور مجھ سے آئیڈیلسٹ کے لیے کسی عذاب سے کم نہیں ہے۔مجھے اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ معاشرے ہر وہ ناکارہ فرد جو کسی بھی شعبے میں کامیابی حاصل نہ کر سکا اس نے صحافت کا لبادہ اوڑھ کر اس پیغمبری پیشے کو تختہ مشق بنالیا ہے۔آج کل صحافیوں کے حقوق اور میڈیا بحران کے نام پر جو تماشہ ہمارے ہر دلعزیز رہنماؤں نے لگار کھا ہے وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ وہ مجھے بلند فشار خون کے مرض میں مبتلا کرتا جا رہا ہے۔ستم ظریفی دیکھئے کہ ایک طرف کراچی میں وفاقی وزیر ریلوے شیخ رشید احمد کی پریس کانفرنس کا بائیکاٹ کرکے وہاں سے چینلز کے مائیک ہٹائے جا رہے تھے تو عین اسی وقت ایک قومی رزنامہ کے کراچی اسٹیشن سے نیوز ایڈیٹر سمیت ایک درجن سے زائد اخباری کارکنوں کو جبری طور پر نوکری سے نکالا جا رہا تھا۔۔عالی جاہ! اس وقت شیخ رشید کی پریس کانفرنس کے بائیکاٹ کے زیادہ اس بات کی ضرورت تھی کہ آپ اس اخبار کے سامنے دھرنا دے کر بیٹھتے اور کہتے کہ نہیں بس اب بہت ہو گیا۔۔۔بھوک نہ منظور۔۔۔۔بے روزگاری نہ منظور اور اس وقت تک وہاں سے نہیں جاتے جب تک یہ ایک درجن افراد اپنی نوکریوں پر بحال نہیں ہو جاتے۔۔۔اگر ایسا ہوتا تو یہ خاکسار آپ کو وہاں آکر سلیوٹ اور آپ کی رہبری پر ایمان لے آتا۔۔۔۔مجھ سے میرے بیروزگار ساتھی سوال کرتے ہیں کہ جناب! اس عظیم تحریک کے نتیجے میں یہ رہنما اب تک کتنے صحافیوں کی نوکریاں بحال کرانے میں کامیاب ہوئے ہیں اور بحال کرانا تو دور کی بات ہے اگر یہ لوگ صحافیوں کو مزید بے روزگار کرنے کے سلسلے کو روکنے میں ہی کامیاب ہو جائیں تو بات سمجھ آتی ہے کہ ان کی تحریک میں کوئی دم ہے۔۔۔مجھے تو کبھی کبھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے شیروں کی رہنمائی کسی گیدڑ کو سونپ رکھی ہے اور نتائج وہی ہیں جو کسی گیدڑ کی قیادت کے ہوسکتے ہیں۔۔اصل میں مجھے مسئلہ رہزنوں سے ہے ہی نہیں۔۔۔اگر کوئی لٹیرا ہے تو اس کا کام ہی یہی ہے۔اس نے آپ کو لوٹ لینا ہے۔۔۔میرا گلہ تو رہبروں سے ہے۔۔اس نے آپ کی حفاظت کے لیے اب تک کیا، کیا ہے؟؟؟ وقت بہت تیزی سے ہمارے ہاتھوں سے نکلتا جا رہا ہے۔۔۔مجھے اپنے بے روزگار ساتھیوں سے نظریں ملاتے ہوئے اب شرمندگی محسوس ہوتی ہے۔۔۔میں ان کے لیے زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتا ہوں کہ ان سے اظہار یکجہتی کے لیے اپنی نوکری سے استعفیٰ دے دوں۔۔۔شاید اس کے بعد ہمارے عظیم رہنماؤں کو کوئی حیا اور شرم آجائے۔۔۔میں صحافیوں کے عظیم تر مفاد میں اپنے عالی مرتبت رہنماؤں سے اپیل کرتا ہوں کہ آئیں مجھ چھوٹے سے صحافی کی پیروی کریں اور اپنے اداروں سے استعفیٰ دینے کا اعلان کریں اور جب تک آپ کے بیروزگار ساتھی نوکریوں پر بحال نہ ہو جائیں آپ بھی اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیں۔میرا استعفیٰ تیار ہے۔۔۔مجھے آپ کا انتظار ہے۔۔۔کیا آپ میرا ساتھ دیں گے؟؟؟؟



پاکستان کی قومی زبان اردو ہے جسے ہر سطح پر تسلیم کیاجاتا ہے 25فروری 1948 کواردو قومی زبان کا درجہ حاصل کر گئ مگر افسوسناک امر یہ ہے کہ پاکستان میں اردو قومی زبان ہونے کے باوجود لسانی زبانوں کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہے دیگر زبانوں کے حوالے سے پاکستان میں مختلف دن منائے جاتے ہیں مگر اردو کے قومی زبان کا دن منانے سے پرہیز کیا جاتا ہے اس طرز عمل کی وجہ سے پاکستان کے بچوں میں اردو کے بارے میں کوئی خاص معلومات نہیں ہوتی ہے اور بچے اور نوجوان اردو کے بارے میں محض اتنا جانتے ہیں کہ وہ پاکستان کی قومی زبان ہے اس کی ابتداء، اس کی اہمیت اردو ادب، اردو ادب کیلئے رات دن ایک کرنے والے مفاکر، نثر نگار، شعراء، دانشورودیگر کے حوالے سے انہیں بہت کم معلومات ہوتی ہیں جبکہ سرکاری سطح پر اردو نصاب بھی دن بہ دن سکڑتا جارہاہے جس سے یہ تشویش ہو چلی ہے کہ کہیں کسی روز اردو کو نصاب سے باہر ہی نہ کر دیا جائے، اردو کے قومی زبان کے بارے میں تو سب جانتے ہیں لیکن کیاوجہ ہے کہ اردو کے قومی زبان کو آئین پاکستان کا حصہ بننے کے باوجود اب تک اس کا سرکاری سطح پر نفاذ کیوں نہیں ہوسکا جبکہ اب اس بات کو 71 سال گزر چکے ہیں آئین پاکستان کی شق 251 کی ذیلی شق 1 میں واضح طور پر تحریر ہے کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہے اور آئین کی رو سے 15 برس کے اندر اندر اس کا سرکاری و دیگر اغراض کیلئے استعمال کے انتظامات کرنا حکومتوں کی ذمہ داری تھی جبکہ اسی شق کی ذیلی شق 2 میں یہ بھی درج ہے کہ انگریزی زبان اسوقت تک سرکاری اغراض کیلئے استعمال کی جائیگی جب تک اس کو اردو سے تبدیل کرنے کے انتظامات نہیں ہو جاتے اسی طرح مذکورہ شق کی ذیلی شق 3 میں یہ درج کیا گیاہے کہ اردو کی حیثیت کو متاثر کئے بغیر کوئ صوبائی اسمبلی قانون کے ذریعے قومی زبان کے علاوہ کسی صوبائی زبان کی تعلیم، ترقی اور اس کے استعمال کیلئے اقدامات تجویز کرسکے گی آئین پاکستان کے تحت اسے 1988 تک پاکستان میں دفتری زبان کے طور پر اردو کو نافذ ہو جانا چاہیئے تھا مگر 31 سال کا زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود اس جانب کوشش نہیں کی گئ ماسوائے سابق وزیر اعظم نے سپریم کورٹ کے احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے 2015 میں سرکاری حکمنامے کے تحت وفاقی اداروں کو اردو کے دفتری زبان کی حیثیت سے نافذ کرنے کا کہا گیا جو ہوائی قلعے سے زیادہ نہ ثابت ہوسکا اور نہ ہی اس حکمنامے کے اطلاق کیلئے یادداشتی حکمنامے جاری کئے گئے اور نہ ہی آخری حکمنامے کے طور پر سرکاری اداروں کو وارننگ دی گئ کہ اگر انہوں نے وزیر اعظم پاکستان کے حکمنامے پر عمل در آمد نہیں کیا توان کیخلاف سخت ترین ایکشن لیا جائیگا ورنہ ممکن ہی نہیں تھا کہ اردو سرکاری زبان کے طور پر نافذ نہ ہو پاتی اسی طرح سندھ اسمبلی میں 2016 میں ایک قرار داد کے

> **2015 میں سرکاری حکمنامے کے تحت وفاقی اداروں کو اردو کے دفتری زبان کی حیثیت سے نافذ کرنے کا کہا گیا جو ہوائی قلعے سے زیادہ نہ ثابت ہوسکا اور نہ ہی اس حکمنامے کے اطلاق کیلئے یادداشتی حکمنامے جاری کئے گئے اور نہ ہی آخری حکمنامے کے طور پر سرکاری اداروں کو وارننگ دی گئ**

ذریعے سندھ میں سندھی زبان کے نفاذ کا غیر قانونی اعلان کیا، سندھ اسمبلی نے اسے منظور بھی کیا جبکہ ان کی پارٹی کے سربراہ ذوالفقار علی بھٹو کے دور کا آئین چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ اردو زبان کی حیثیت متاثر کئے بغیر کسی صوبائی زبان کا نفاذ نہیں کیا جاسکتا، پاکستان میں اردو زبان بولتے ضرور ہیں مگر اس کو قومی زبان تسلیم کرنے اور نافذ کرنے میں لسانی رنگ نمایاں ہو جاتا ہے جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے بین الاقوامی زبان کے طور پر بھی اردو بولی اور تسلیم کی جاتی ہے دنیا کی 25 سب سے زیادہ بولی جانے والی زبانوں میں اردو بھی شامل ہے اب بہتر ہے کہ وزیراعظم پاکستان عمران خان اردو کو آئینی لحاظ سے سرکاری طور پر نافذ فرمانے کے ساتھ 25 فروری کو نفاذ اردو کا دن منانے کی اجازت بھی دیں جبکہ اردو ادب کی ترویج کیلئے اقدامات ہونے چاہیئں تاکہ ہماری آنے والی نسل کو اردو کی اہمیت کے بارے میں بتانے کیلئے ہمارے پاس مواد موجود ہو سب سے اہم بات یہ ہے کہ اردو کے نفاذ اور ترویج کیلئے پاکستان بھر میں یہ تاثر عام کرنا ہوگا کہ یہ کسی مخصوص لسانی اکائی کی نشاندہی نہیں کرتی بلکہ اس کی پہچان بین الاقوامی طور پر کی جاتی ہے اسلئے یہ پاکستان کی قومی زبان ہے۔

اردو کے قومی زبان کے بارے میں تو سب جانتے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ اردو کے قومی زبان کو آئین احصہ بننے کے باوجود اب تک اس کا سرکاری سطح پر نفاذ کیوں نہیں ہوسکا جبکہ اب اس بات کو 71 سال گزر چکے ہیں آئین پاکستان کی شق 251 کی ذیلی شق 1 میں واضح طور پر تحریر ہے کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہے۔



میرا اسکول

میرا اسکول میرا اسکول سب سے پیارا میرا اسکول
پڑھنے لکھنے کی جگہ میرا اسکول،، آگے بڑھنے کی
جگہ میرا اسکول
پڑھیں گے ہم ، لکھیں گے ہم، اسکول سے آگے
بڑھیں گے ہم
میڈم بھی اس کی اچھی ہیں ٹیچر بھی اس کی اچھی ہیں
اسکول کے ہیں بہت سے اصول
انہیں تم غلطی سے نہ
جانا بھول
میرا اسکول میرا اسکول



شرمین زین کلاس V

بارش

بارش جب بھی آتی ہے ہیٹر وہ چلواتی ہے،،،،،
کمبل وہ نکلواتی ہے
کپڑے اٹھاؤ نیلے پیلے،
ورنہ ہو جائیں گے سارے گیلے
مالٹا موسمی کھائیں گے، حلوے ہم بنوائیں گے
امی سے بنوائینگے پکوڑے ،
سب کو ملیں گے وہ تھوڑے تھوڑے
بارش میں خوب نہائیں گے ،
پھر دوائی لینے ہم جائیں گے
بارش آئی بارش آئی ٹھنڈی ہوا لائی



مرد ہوّس کا پجاری؟

بانو قدسیہ کے قلم سے

عالمی یومِ خواتین 2019 کے موقع پر کراچی میں "عورت مارچ" جس شرمناک طریقے سے منایا گیا وہ یہاں بیان کرنے کی ضرورت تو نہیں مگر اس کے تناظر میں ایک دل کو چھو لینے والی تحریر قارئین کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

جب عورت مرتی ہے اس کا جنازہ مرد اٹھاتا ہے۔ اس کو لحد میں یہی مرد اتارتا ہے پیدائش پر یہی مرد اس کے کان میں اذان دیتا ہے۔باپ کے روپ میں سینے سے لگاتا ہے بھائی کے روپ میں تحفظ فراہم کرتا ہے اور شوہر کے روپ میں محبت دیتا ہے۔اور بیٹے کی صورت میں اس کے قدموں میں اپنے لیے جنت تلاش کرتا ہے واقعی بہت ہوس کی نگاہ سے دیکھتا ہے ہوس بڑھتے بڑھتے ماں حاجرہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے صفا و مروہ کے درمیان سعی تک لے جاتی ہے اسی عورت کی پکار پر سندھ آپہنچتا ہے اسی عورت کی خاطر اندلس فتح کرتا ہے۔ اور اسی ہوس کی خاطر 80٪ مقتولین عورت کی عصمت کی حفاظت کی خاطر موت کی نیند سو جاتے ہیں۔ واقعی مرد ہوس کا پجاری ھے۔لیکن جب ہوا کی بیٹی کھلا بدن لیے، چست لباس پہنے باہر نکلتی ہے اور اسکو اپنے سحر میں مبتلا کر دیتی ہے تو یہ واقعی ہوس کا پجاری بن جاتا ہے اور کیوں نا ہو؟ کھلا گوشت تو آخر کتے بلیوں کے لیے ہی ہوتا ہے۔ جب عورت گھر سے باہر ہوس کے پجاریوں کا ایمان خراب کرنے نکلتی ہے۔ تو روکنے پر یہ آزاد خیال عورت مرد کو "تنگ نظر" اور "پتھر کے زمانہ کا" جیسے القابات سے نواز دیتی ہے کہ کھلے گوشت کی حفاظت نہیں کتوں بلوں کے منہ سینے چاہیے ہیں ستر ہزار کا سیل فون ہاتھ میں لیکر تنگ شرٹ کے ساتھ پھٹی ہوئی جینز پہن کر ساڑھے چار ہزار کا میک اپ چہرے پر لگا کر کھلے بالوں کو شانوں پر گرا کر انڈے کی شکل جیسا چشمہ لگا کر کھلے بال جب لڑکیاں گھر سے باہر نکل کر مرد کی ہوس بھری نظروں کی شکایت کریں تو مناسب نہیں لگتا۔

"سنبھال اے بنت حوا اپنے شوخ مزاج کو ہم نے سرِ بازار حسن کو نیلام ہوتے دیکھا ہے"

"میں نے مرد کی بے بسی تب محسوس کی جب میرے والد کینسر سے جنگ لڑ رہے تھے اور انھیں صحت یاب ہونے سے زیادہ اس بات کی فکر لاحق تھی کہ جو کچھ انھوں نے اپنے بچوں کے لئے بچایا تھا وہ ان کی بیماری پر خرچ ہو رہا ھے اور ان کے بعد ہمارا کیا ہو گا" میں نے مرد کی قربانی تب دیکھی جب ایک بازار عید کی شاپنگ کرنے گئی اور ایک فیملی کو دیکھا جن کے ہاتھوں میں شاپنگ بیگز کا ڈھیر تھا اور بیوی شوہر سے کہہ رہی تھی کہ میری اور بچوں کی خریداری پوری ہو گئی آپ نے کرتا خرید لیا آپ کوئی نئی چپل بھی خرید لیں جس پر جواب آیا ضرورت ہی نہیں پچھلے سال والی کونسی روز پہنی ہے جو خراب ہو گئی ہو گی، تم دیکھ لو اور کیا لینا ہے بعد میں اکیلے آ کر اس رش میں کچھ نہیں لے پاؤ گی۔ ابھی میں ساتھ ھوں جو خریدنا ہے آج ہی خرید لو۔ میں نے مرد کا ایثار تب محسوس کیا جب وہ اپنی بیوی بچوں کے لئے کچھ لایا تو اپنی ماں اور بہن کے لئے بھی تحفہ لایا، میں نے مرد کا تحفظ تب دیکھا جب سڑک کراس کرتے وقت اس نے اپنے ساتھ چلنے والی فیملی کو اپنے پیچھے کرتے ہوئے خود کو ٹریفک کے سامنے رکھا۔ میں نے مرد کا ضبط تب دیکھا جب اس کی جوان بیٹی گھر اجڑنے پر واپس لوٹی تو اس نے غم کو چھپاتے ہوئے بیٹی کو سینے سے لگایا اور کہا کہ ابھی میں زندہ ھوں لیکن اس کی کھنچتی ہوئی کنپٹیاں اور سرخ ہوتی ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ ڈھیر تو وہ بھی ھو چکا، رونا تو وہ بھی چاہتا ہے لیکن یہ جملہ کہ مرد کبھی روتا نہیں ہے اسے رونے نہیں دیگا۔

بلانوش

سلسلہ: کراچی کراچی ہے

جمیل ادیب سید

ہمیں یاد ہے جب فیلڈ مارشل جنرل ایوب خان نے پہلی مرتبہ خداداد ارضِ پاک میں مارشل لاء لگایا تو کیونکہ ہمارے یہاں جنگ اخبار آتا تھا جو شائد ایک آنے کا ہوتا تھا اس میں تصاویر کے ساتھ مختلف جرائم کے ذمہ داروں پر فوج کے چھاپہ اور پکڑ دھکڑ کی تفصیل ہوتی تھی اور کم عمری کے باوجود غیر نصابی مطالعہ کی عادت کے طفیل ہم بھی اخبار پابندی سے پڑھتے تھے جس میں ٹارزن کی کہانیاں بن مانس کی کہانیاں ابن حسن نگار اور ایم ایم احمد لکھا کرتے تھے اخبار کے اندرونی صفحات پر مختصر سی قسط ہوتی تھی اور آخر میں ''پھر کیا ہوا یہ کل کے اخبار میں'' لکھا ہوتا تھا اور دوسری مجرمانہ تفصیل کے علاوہ کراچی مین اب جامع کلاتھ عید گاہ یا مولوی مسافر خانہ کے اسٹاپ کے قریب مسلم کافی ہوٹل (جو شائد کسی سکھ نے ''اکالی ہوٹل'' ہوٹل نام رکھا ہوگا جو ان کے یہاں معتبر نام تھا) وہاں کھانا کھانے کے دوران سالن میں ناخون سمیت انگلی نظر آئی جو کسی جانور کی تھی (یاد رہے کہ بکرے دنبے گائے بھینس کے کھر ہوتے ہیں انگلیاں نہیں ہوتی) اس آدمی نے شور مچادیا فوراً ہی پولیس آ گئی جب ملٹری نے چھاپہ مارا ہوٹل کے تہہ خانہ میں کتوں کی ہڈیاں موجود تھیں یعنی وہ انگلی سالن میں کتے کی تھی ہوٹل سیل ہوا اور مالک سمیت پورا عملہ (ویٹر باورچی وغیرہ) گرفتار کرلئے گئے اس کے معنی یہ ہوئے کہ نامعلوم ہوٹل والے کب سے عوام کو بکرے کے نام پر کتے کا سالن کھلا رہے تھے علاوہ یہ کہ مشہور برانڈ عبدالحنان، احمد کی مٹھائی کے کارخانوں پر چھاپہ پڑا تو معلوم ہوا کہ خالص گریس میں مٹھائیاں پکا کر مچھر مارنے کے دستی اسپرے سے اس پر اعلیٰ دیسی گھی کا اسپرے کیا جاتا ہے۔ یہ ساٹھ کی دہائی کے ابتدائی سالوں کی بات ہے جب پاکستان میں کمپیوٹر، ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر کے علاوہ ماڈرن ٹیکنالوجی نہیں آئی تھی امیر و غریب اخلاق، مروت، لحاظ، ایمانداری، دیانتداری، جواب دہی کا تصور اور خوفِ خدا گویا سب کچھ موجود تھا، ایسے دور میں اس قدر بے حیائی اور ڈھٹائی سے یہ کارنامہ انجام دیا گیا وقت کے ساتھ دو کام ہوتے چلے گئے ایک ہر چیز کی قیمت اور دوم ملاوٹ میں اضافہ ہوتا چلا گیا آٹا ایک روپے کا چار کلو بالکل خالص آج ملاوٹ شدہ سینتالیس روپے کلو شکر آج بھی شکر ہے خالص ہے مگر دام ایک روپے کلو سے باسٹھ روپے کلو سبزیاں اور پھل ایک آنے دو آنے چار آنے سیر سے سو روپے دو سو، تین سو روپے کلو دیسی گھی ناپید ہو گیا بناسپتی گھی (اب تو ملاوٹ شدہ ہے) خوشبودار دو روپے سیر سے ایک سو ساٹھ اور ایک سو نوے روپے کلو دالیں چار آنے آٹھ بارہ آنے چودہ آنے سیر سے ڈیڑھ سو دو روپے کلو دودھ آٹھ آنے بالکل خالص آج ملاوٹ شدہ سو روپے لیٹر اور گوشت گائے کا بہترین ہم نے خریدا دس آنے سیر بکرے کا پندرہ آنے سیر آج گائے کے نام پر بیمار بھینسوں کا پانچ سو روپے کلو۔ اب جیسے مگرمچھ انسان اور جانوروں کو نگل جاتا ہے کہانیوں میں دیو یا عفریت انسان اور خوفناک بلاؤں کو نگل جاتے تھے ان کو بلانوش کہا جاتا تھا اردو میں یہ ترکیب ایسے شرابیوں کے لئے استعمال ہونے لگی جو بے تحاشہ پی جاتے تھے یا پیالہ نما بڑا جام جس کو قدح کہا جاتا تھا لنڈھا جاتے تھے ان کو بلانوش کہا جاتا تھا پاکستان کے عام شہروں کا پتہ نہیں لیکن عروس البلاد کراچی میں آدھے سے زائد آبادی امراء کاروں میں نوجوان بائیکوں میں اور عام لوگ بسوں رکشاؤں (چنچی) میں ایسی جگہوں پر پہنچ جاتے ہیں رات ہوتے ہی جہاں سادہ بن کباب سے لے کر کڑاہی منکا اور بڑی بڑی نامور ڈشیں تیار ہوتی ہیں اور لوگ بڑی خوشی سے یہ الا بلا کھا کر آدھی رات تک گھوم کر طرح طرح کی بیماریوں کو حملہ کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور اور بیماریوں میں گرفتار بھی ہوتے ہیں۔ تیس روپے کے بن کباب، بریانی، دال چاول اور چائے سے لے کر تیرہ سو روپے اور دو ہزار تک کے یہ لوازمات خریدے جاتے ہیں، کراچی پاکستان کے تمام اور قوموں کا گڑھ اور نمائندہ ہے خصوصاً کھانے کے سلسلے میں فٹ پاتھ پر اکڑوں یا پٹرے پر بیٹھے خوب مرچیں بھری کلیجی اور حلیم کھاتے ہیں سی سی کرتے ابلا ہوا میٹھا پانی کہیں تیز اور کہیں بہت تیز دوسری طرف تمبا کو نوشی کے نام پر قانونی غیر قانونی سگریٹ، پان، گٹکا، انڈیا سے درآمد خشک پیک گٹکے اور نسوار وغیرہ، دو بیماریاں کراچی میں عام ہیں ذیابیطس (شوگر) اور گیس اور اس کا سبب عام طور پر ہوٹلوں کے سوڈیڑھ سو روپے کے کھانے سے تیس چالیس روپے کے برگر کو بہتر سمجھتا ہے یہ بلانوش نہیں ہے تو کیا ہے کہ سرکاری طور پر کینسر کا سبب بننے کے خطرے کا بھانپ کر سرکاری طور پر گٹکے پر خاص طور سے سخت تعزیر ہے لیکن کیا کھانے میں کمی آئی ہے ہر گز نہیں بلکہ بیچنے والے دس روپے کی چیز کو پچاس روپے میں بیچ کر مزید منافع کمار ہے ہیں کیا یہ بلانوش نہیں۔

نامور شاعر، صحافی و استاد

سلمان عزمی

خصوصی انٹرویو

صحافی، استاد اور شاعر محمد سلمان عباسی عزمی کا شمار بھی کراچی کے معروف شاعروں میں ہوتا ہے سلمان عزمی کا تعلق حیدر آباد کے ایک متوسط گھرانے سے ہے ان کا کہنا ہے کہ تعلیم و تدریس اور شعر وادب کے میدان میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے انہوں نے ان تھک جدوجہد کی محمد سلمان عباسی کا تخلص عزمی جبکہ شاعرانہ نام سلمان عزمی ہے والد کا نام محمد اسماعیل عباسی، آباؤ اجداد کا تعلق جے پور انڈیا سے ہے، بہن بھائیوں کی تعداد ایک بھائی، محمد ناصر عباسی اور ایک بہن شاہین شریک حیات کا نام روبی سلمان، بچوں کی تعداد: چار بچے (دو لڑکے: محمد ارحم عباسی، محمد راحم عباسی) (دو لڑکیاں تلبیہ سلمان، فلاح سلمان) محمد سلمان عباسی کی تاریخ پیدائش 6 اپریل 1974ء، جبکہ جائے پیدائش حیدر آباد سندھ ہے انھوں نے ابتدائی تعلیم میٹرک، نور محمد ہائی اسکول حیدر آباد، گریجویشن ان کامرس (سندھ یونیورسٹی)، بی ایڈ (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی) ماسٹر (تعلیم اساتذہ) علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے کیا پیشے کے لحاظ سے تعلیم وتدریس سے منسلک رہے تا حال، ایڈمنسٹریٹر (ایجوکیشن اِن گرامر اسکول) شاہ فیصل کالونی، کراچی ہیں انھوں نے شاعری کی ابتداء 1990 میں کی پہلی غزل ایک مقامی رسالے میں اکتوبر 1991 میں شائع ہوئی پہلا شعری مجموعہ ابھی زیر ترتیب ہے اپنی سماجی زندگی میں وہ جنرل سیکریٹری بزم نگار ادب پاکستان ہیں اور کراچی کے ایک متوسط علاقے شاہ فیصل کالونی میں رہائش پزیر ہیں ان سے گزشتہ دنوں مستعد نے ایک نجی ملاقات میں گفتگو کی جو قارئین کی نذر کی جاتی ہے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے انھوں نے کہا



کہ کچھ اپنی نوعمری کے بارے میں میں بتانا چاہوں گا کہ آٹھویں جماعت پاس کرنے کے بعد والد صاحب نے مجھے بڑھئی کے کام پر لگادیا تقریباً دو سال اس کام سے وابستگی رہی اور حیدر آباد شہر کے حالات خراب ہونے کے باعث مجھے وہ کام چھوڑنا پڑا اس کے بعد 1989 میں میٹرک کرنے کے بعد والد صاحب نے ریشم بازار حیدر آباد میں مشین کی کڑھائی کا کام سیکھنے کے لئے ایک دکان پر لگادیا یہ کام سیکھنے کے بعد میں اُس کام کا ایک اچھا کاریگر بن گیا اور تقریباً 13 سال اس کام میں گزارے اس دوران گریجویشن اور انگلش لینگویج کورس بھی کیا تعلیم اور فکر معاش کے ساتھ کرکٹ اور شاعری کا شوق بھی میرا ہمسفر رہا بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ کرکٹ کا شوق تو صرف دیکھنے کی حد تک رہ گیا لیکن شاعری سے لگاؤ ابھی تک جاری ہے 2001ء میں کراچی ہجرت کی اور ایجوکیشن اِن گرامر کے نام سے ایک اسکول کی بنیاد رکھی جس کا سلسلہ آج تک بڑی کامیابی اور کامرانی کے ساتھ جاری ہے جہاں تک شاعری کا تعلق ہے تو ابتداء میں اقبال، غالب اور میر کے ساتھ ہم عصر شعراء کی کتابوں کا مطالعہ کیا جدید اور قدیم شاعری کی کتابوں کے مطالعے سے ہی شاعری میں اپنا ایک اسلوب پیدا کرنے کی کوشش کی کراچی آنے کے بعد شاعری میں ایک نیا موڑ آیا اور یہاں ادب کے وسیع میدان میں اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملا، اخبارات میں تواتر کے ساتھ غزلیں شائع ہوئیں اور مشاعروں میں اپنا کلام سنانے کے بھرپور مواقع ملے کراچی کے نمائندہ شاعروں کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملا اور ان سے بہت کچھ سیکھا، ادب کی دنیا میں جن لوگوں نے رہنمائی کی ان میں اقبال خاور کا نام قابل ذکر ہے عصر حاضر کے شعراء میں سلیم کوثر، خالد معین، اجمل سراج، لیاقت علی عاصم، مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں جبکہ کاشف

تعلیم اور فکر معاش کے ساتھ کرکٹ اور شاعری کا شوق بھی میرا ہمسفر رہا بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ کرکٹ کا شوق تو صرف دیکھنے کی حد تک رہ گیا لیکن شاعری سے لگاؤ ابھی تک جاری ہے

حسین غائر، فہیم شناس کاظمی، توقیر تقی اور بہت سے شعراء کا کلام خاص اہمیت کا حامل ہے انھوں نے کہا کہ اردو کے بارے میں یہی کہوں گا کہ اس زبان میں جو چاشنی ہے وہ کسی اور زبان میں نہیں یہ واحد زبان ہے جس میں دیگر زبانوں کے الفاظ سمونے کی بھرپور گنجائش موجود ہے یہی سبب ہے کہ یہ برصغیر پاک وہند سے نکل کر دنیا کے مختلف ممالک تک جا پہنچی ہے اور اسکی وسعت میں روزافزوں اضافہ ہو رہا ہے عالمی ادبی کانفرنس کے بے شمار فوائد ہیں دنیا بھر سے آئے ہوئے مصنفین



کی اس میں شرکت، نئی کتابوں کا تعارف، ادب کے مختلف موضوعات پر مباحثے اور مشاعروں کا اہتمام یہ تمام چیزیں ادب کی ترویج میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اس طرح کی کانفرنس میں ایک عام قاری کو بھی اپنے پسندیدہ مصنفین سے ملاقات کے مواقع مل جاتے ہیں ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ آرٹس کونسل کے بارے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ کراچی کے ادبی منظرنامے میں ایک اہم ستون کا کردار ادا کر رہا ہے اور موجود صدر احمد شاہ کی قیادت میں مسلسل ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔

سلمان عزمیؔ کے چند منتخب اشعار

مجھے رو کے ہوئے ہے بات کوئی
کوئی ایسے یہاں رکتا نہیں ہے

کیسے پوری ہو میری تعبیریں
خواب ٹوٹے ہیں درمیاں سے مرے

جا کر کسی حویلی پہ سورج ٹھہر گیا
ظلمت ابھی گئی نہیں کچے مکان سے

رسوائیوں کے ڈر سے دریا میں جس کو تو نے
غرقاب کردیا تھا تیراک ہو گیا ہے

قریب جاں وہ ہوئے سن کے بادلوں کی گرج
مزا پھر ایک نیا بارشوں کے ڈر سے ملا

اک جہاں وہ ہے کہ ہوتی ہے جہاں کوزہ گری
وہ بھی ہوتی ہے بنا چاک تجھے کیا معلوم

ہے موم جسم مگر دھوپ کے تعاقب میں
یہ کون بھاگ رہا ہے مجھے نہیں معلوم

زمیں مقروض ہے اُن آنسوؤں کی
کہ جو دریا رواں رکھے ہوئے ہیں

جا کے کھلتی جو اس کے آنگن میں
ایسی کھڑکی مکان میں رکھتے

حزبِ باطل ہو تو غرقاب کیے دیتا ہے
اہل حق ہوں تو بنا دیتا ہے رستہ دریا

ہے تتلیوں کی طرح تیرا بانکپن تو اگر
کسی کو چھولے تو لگ جائیں تیرے ہاتھ کے رنگ

میں لشکری ہوں یہ اردو زبان میری ہے
میں اس زبان کا پرچار کرنے والا ہوں



عمیر علی انجم کی کتاب "تم یاد آئے" کی تقریب پذیرائی

کراچی پریس کلب کی ادبی کمیٹی کے زیر اہتمام نوجوان شاعر، صحافی اور براڈ کاسٹر عمیر علی انجم کی کتاب "تم یاد آئے" کی تقریب پذیرائی کراچی پریس کلب میں منعقد ہوئ جس میں وفاقی وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈاکٹر خالد مقبول صدیقی، سابق گورنر سندھ محمد زبیر، رکن قومی اسمبلی امین الحق، پاک سرزمین پارٹی کے رہنما سید حفیظ الدین، قائم مقام میئر حیدر آباد سہیل مشہدی، کراچی پریس کلب کے صدر محمد امتیاز خان فاران اور دیگر نے شرکت کی جبکہ نظامت کے فرائض کراچی یونین آف جرنلسٹس دستور کے سکریٹری حامد الرحمن نے ادا کیے تقریب کا آغاز کراچی پریس کلب کے سینئر رکن عارف ہاشمی نے تلاوت کلام پاک سے کیا سینئر صحافی واجد انصاری نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نذرانہ عقیدت پیش کیا تقریب سے خطاب کرتے ہوئے وفاقی وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈاکٹر خالد مقبول صدیقی نے کہاہے کہ ہمیں پرانے نسخوں سے تبدیل نہیں کیا جاسکتا ہے ہمارے خواب چھیننے والوں کے دن گنے جا چکے ہیں ملک میں حقیقی تبدیلی کے لیے ہمیں اپنی ترجیحات تبدیل کرنا ہوں گی اہل قلم کا ہاتھ معاشرے کی نبض پر ہوتا ہے۔ تبدیلی کے سفر میں ہمیں ان کی رہنمائی کی ضرورت ہے ڈاکٹر خالد

> کسی بھی معاشرے کی ترقی اور اسے صحیح خطوط پر استوار کرنے کے لیے اہل قلم کا کردار ہمیشہ سے اہم رہا ہے ہمارے ملک میں ان کو وہ مقام نہیں مل سکا ہے جس کے وہ حقدار ہیں

مقبول صدیقی نے کہا کہ ہماری بدقسمتی ہے کہ قاری کا کتاب سے رشتہ کمزور ہوتا جارہا ہے ۔انفارمیشن کے جدید ذرائع نے ہمیں کتاب سے دور کردیا ہے جو کہ لمحہ فکریہ ہے کسی بھی معاشرے کی ترقی اور اسے صحیح خطوط پر استوار کرنے کے لیے اہل قلم کا کردار ہمیشہ سے اہم رہا ہے ہمارے ملک میں ان کو وہ مقام نہیں مل سکا ہے جس کے وہ حقدار ہیں انہوں نے کہا کہ تبدیلی کے لیے ابھی تک پرانے نسخوں سے کام لیا جارہا ہے ماضی میں ہم سے ہمارے خواب چھین لیے گئے ہیں لیکن اب میں پرامید ہوں کہ ہمارے خواب چھیننے والوں کے دن گنے جاچکے ہیں خود کو جدید زمانے کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہوئے ہر شعبے میں میرٹ کا نظام لانے سے تبدیلی کے سفر کا آغاز کیا جاسکتا ہے انہوں نے کہا کہ عمیر علی انجم کی کتاب معاشرے کی عکاسی کرتی ہے انہوں نے معاشرے کے سلگتے ہوئے مسائل کو اپنی شاعری کے ذریعہ اجاگر کیا ہے سابق گورنر سندھ محمد زبیر نے کہا کہ اہل قلم کسی بھی معاشرے کا اثاثہ ہوتے ہیں اور ان کی قدرومنزلت کو دیکھتے ہوئے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ معاشرہ کس نہج پر گامزن ہے انہوں نے کہا کہ عمیر علی انجم کی شاعری کی خاص بات ان کا معاشرے میں پھیلے ہوئے بگاڑ کی نشاندہی کرنا ہے



انہوں نے اتنی کم عمری جس طرح اپنا مقام بنایا ہے وہ نئے آنے والے کے لیے مشعل راہ ہے محمد زبیر نے کہا کہ ملک کے سیاسی حالات سب کے سامنے ہیں۔نواز شریف بھارتی وزیراعظم سے ہاتھ ملالیں تو عمران خان تنقید کرتے ہیں جبکہ آرمی چیف نے نوجوت سنگھ سدھو کو گلے لگایا، اگر ہم یہ کام کرتے تو ہمیں تختہ دار پر لٹکا دیا جاتا انہوں نے کہا کہ کراچی میں عام شہریوں کے گھروں کو مسمار کیا جارہا ہے صوبائی اور شہری حکومت آرمی لینڈ پر قائم تجاوزات کرانے کی بھی ہمت کرلیں رکن قومی اسمبلی سید امین الحق نے کہا کہ آج اس تقریب میں آ کر میں انتہائی خوش محسوس کررہا ہے عمیر علی انجم کے ساتھ میری ایک طویل رفاقت ہے ۔ان کی کتاب "تم یاد آئے" کی تقریب پذیرائی کا انعقاد کرنا خوش آئند ہے کیونکہ ہمارے ہاں رواج ہو گیا ہے کہ ہم زندہ لوگوں کو پذیرائی دینا بھول گئے ہیں اور ہمیں لوگوں کی خدمات ان کی وفات کے بعد ہی یاد آتی ہیں انہوں نے کہا کہ معاشرے کے سلگتے ہوئے مسائل کو اتنی خوبصورتی کے ساتھ قلم بند کرنا عمیر علی انجم کا ہی خاصہ ہے پاک سرزمین پارٹی کے رہنما سید حفیظ الدین نے کہا کہ کسی زمانے میں کراچی اپنی ادبی و ثقافتی سرگرمیوں کے باعث دنیا بھر میں مشہور تھا یہاں کے اہم قلم نے دنیا بھر میں پاکستان کو نام روشناس کرایا بد قسمتی سے گزشتہ چند دہائیوں کے دوران ہونے والی قتل و غارت نے شہر سے اس کی اصل شناخت چھین لی اور روشنیوں کا شہر تاریکی میں ڈوب گیا انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ پھر کراچی کی روشنیاں بحال ہورہی ہیں اور ادبی و ثقافتی سرگرمیوں میں اضافہ ہورہا ہے جو حوصلہ افزا بات ہے انہوں نے کہا کہ عمیر علی انجم کی شاعری جہاں ایک نوجوان کی دلی جذبات کی عکاسی کرتی ہے وہیں اس بات کا بھی احساس ہوتا ہے کہ آج کا نوجوان ہم سے بہتر طریقے سے معاشرے کے مسائل کے بارے میں جانتا ہے اور وہ ان موضوعات کا احاطہ کرتا ہے جو کسی زمانے میں شجر ممنوعہ ہوتے تھے۔ قائم مقام میئر حیدر آباد سہیل مشہدی نے کہا کہ شاعری اللہ کی عطا کا نام ہے مجھے بے انتہاء خوشی ہے ایک نوجوان قلم کار کی یہ کاوش ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ واقعی یہ مٹی بڑی زرخیز ہے انہوں نے کہا کہ عمیر علی انجم کی شاعری پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ مستقبل میں دنیا بھر میں پاکستان کی پہچان ہوں گے کراچی پریس کلب کے صدر محمد امتیاز خان فاران نے کہا کہ کراچی پریس کلب نے ہمیشہ ادبی تقریبات کو منعقد کرنے میں اپنی ذمہ داری ادا کی ہے ادیب اور شاعر کی حوصلہ افزائی کی ہے اور نوجوان شاعر عمیر علی انجم کی کتاب کی تقریب پزیرائی میں شرکت کرکے بہت خوشی محسوس کررہاہوں صاحب کتاب عمیر علی انجم نے تقریب کے انعقاد پر کراچی پریس کلب کی ادبی کمیٹی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ کراچی پریس کلب ایسے تاریخی ادارے میں کتاب کی تقریب پذیرائی کا انعقاد میرے لیے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے انہوں نے کہا کہ والدین کی دعاؤں ،اساتذہ کرام اور مہربان دوستوں کی بدولت اللہ تعالٰی نے مجھے آج یہ مقام عطا کیا ہے عمیر علی انجم نے کہا کہ شاعر معاشرے کا سب سے حساس آدمی ہوتا ہے وہ اپنے ارد گرد ہونے والے واقعات غافل نہیں رہ سکتا ہے اور یہ واقعات پر اس کسی عام آدمی سے زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے شاعری کے ذریعہ کوشش کی ہے کہ ان موضوعات کا احاطہ کیا جائے جن کو ہمارے ہاں ممنوع قرار دے دیا گیا ہے اور میں اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب رہاہوں اس کا اندازہ میرے پڑھنے والے ہی لگا سکتے ہیں۔

نوبل

جمیل ادیب سید

جوہانسبرگ افریقہ کا سب سے زرخیز اور سونے کی کانوں کا شہر ہے جو پہلے جرمن اور فرانس کے نوآبادیاتی تسلط میں رہا پھر جب جنگ میں انگلینڈ کو فتح حاصل ہوئی تو برطانوی نوآباد بن گیا یہ یورپ کے کلچرڈ ہونے سے صدیوں پہلے کی بات ہے جوہانسبرگ مکمل طور پر برطانوی گوروں کے قبضے میں تھا اس شہر کو پہلے جرمن، فرانس پھر برطانوی حکمرانوں نے بے حد خوبصورت بنادیا تھا۔ جہاں ان کے نسل پرستانہ کالے قوانین کی حکمرانی تھی یہاں کانوں اور دوسرے کارخانو ں میں سیاہ فام باشندے دوسرے افریقی شہروں سے ملازمت کے لئے آتے تھے لیکن اُن کو اس شہر میں رات گزارنے کی اجازت نہ تھی اور سرشام اس شہر سے اپنے شہروں میں لوٹ جاتے تھے یہ ایک اجتماعی ظلم اور مجبوری تھی یہی وجہ تھی کہ جوہانسبرگ کے مضافاتی علاقوں میں بعض مقامی افریقیوں نے ڈھابے (سرائے نما ہوٹل جو جھونپڑیوں پر مشتمل ہوتے تھے) بنالئے تھے جہاں جوہانسبرگ شہر سے واپس آنے والے دل برداشتہ افریقی سیاہ فام محنت کش جب سورج ڈوبنے کے بعد تھکن سے چور کارخانوں اور سونے کی کانوں سے نکلتے تو اس شہر کی خوبصورتی اُن کے قدم روکتی اور مسحور کن ہوائیں دامن پکڑتیں مگر گرفتار ہونے جرمانہ اور سخت سزاؤں سے بچنے کے لئے وہ شہر سے نکل آتے لیکن دور دور تک حسرت بھری نظروں سے مڑ مڑ کر شہر کی بلند و بالا عمارتوں اور جگ مگ کرتے گھروں کو دیکھتے رہتے۔

ان سیاہ فام ملازمین میں سے اکثر مرد وخواتین ان ڈھابوں میں رات بسر کرتے جہاں سیاہ فام محنت کشوں کے لئے رعایت تھی کہ انکے مالک ان کے ہم نسل اور سیاہ فام تھے ڈھابے کے باہر دور تک مختلف قسم کی کرسیاں بچھی اور لکڑی کے تخت ہوتے جن میں بعض پر گھانس پھوس سے بنے گدے بچھے ہوتے ان ڈھابوں میں جو ویٹر تھے ظاہر ہے وہ بھی سیاہ فام لڑکے یا بچے تھے پیٹر بھی ایک دس بارہ سال کا بچہ تھا جو باپ کے کان کنی کے دوران گیس کے دھماکے میں ہلاک ہونے پر اپنی ماں اور دو چھوٹے بہن بھائی کا کفیل تھا اُس کو رات گئے

سیاہ فام محنت کش جب سورج ڈوبنے کے بعد تھکن سے چور کارخانوں اور سونے کی کانوں سے نکلتے تو اس شہر کی خوبصورتی اُن کے قدم روکتی اور مسحور کن ہوائیں دامن پکڑتیں مگر گرفتار ہونے جرمانہ اور سخت سزاؤں سے بچنے کے لئے وہ شہر سے نکل آتے

چھٹی ملتی اور چند پیسے مزدوری ملتی وہ ان پیسوں میں سے کچھ سے ماں اور بہن بھائی کے لئے خشک آلو والے چاول پنیر یا بریڈ لیتا کیونکہ اس کے علاقے میں پانی کی قلت تھی اس لئے مجبوراً روز ایک تاڑی (کچی شراب) کی بوتل بھی خریدنی پڑتی جو پیسے بچتے وہ ماں کے ہاتھ پر رکھ دیتا دن ایسے ہی گزر رہے تھے۔

کبھی کبھی سیاح قسم کے لوگ جس میں برطانوی بھی ہوتے کچھ مشرقی یورپ کے شہروں سے آتے تو ان ڈھابوں میں نہ چاہتے ہوئے بھی ان کو رات گزارنے کے لئے ٹھیرنا پڑتا اور اُن کا سلوک ڈھابے کے ویٹروں مالکوں اور وہاں موجود دوسرے سیاہ فاموں سے بالکل ایسا ہوتا جیسے وہ آقا ہوں اور سب اُن کے غلام انتہائی حقارت کا سلوک کرتے جوہانسبرگ کے چھوٹے چھوٹے کیفے یا ہوٹل میں سیاہ فاموں کا داخلہ بند تھا ہر ہوٹل کے باہر انگریزی کے علاوہ مقامی زبان میں لکھا ہوتا "ایجپشن اینڈ ڈاگ ناٹ الاؤ" (Egiptians & Dog not allowed) تمام یورپین سیاہ فاموں کو ایجپشن (حبشی) پکارتے تھے لیکن جوہانسبرگ کے مضافات میں موجود ان شکستہ حال ڈھابوں میں آنے والے گوروں کو سیاہ فام ہمیشہ خوش آمدید کہتے اگرچہ کہ ان کے حقارت آمیز سلوک کی وجہ سے ان سے نفرت کرتے تھے لیکن مجبور تھے ظاہر ہے کیا ہوسکتا تھا یہ بے زنجیر کی غلامی تھی یعنی وہ قیدی نہ ہو کر بھی قیدی تھے۔

جوہانسبرگ جیسے خوبصورت اور بلند و بالا یورپین طرز کے بنے ہوئے مکانوں سے دور اس مضافاتی علاقے میں پکے مکان تو بہت کم ہیں زیادہ تر گھانس پھوس اور بانس کے جھونپڑے ہیں ان کے درمیان پتلی پتلی بل کھاتی گندی سندی گلیاں ہیں جن کے سامنے دور تک چٹیل میدان ہے جو کہیں کہیں سے پتھریلا ہے کہیں کہیں ناریل کے اونچے اور کھجور کے جھاڑ جھنکار درخت ہیں جن کے نیچے برسات کے پانی کے جوہڑ ہیں ان جوہڑوں کا پانی گھروں میں استعمال ہوتا ہے انہیں کنارے پر سیاہ فام بے لباس بچے نہاتے اور کھیلتے ہیں کہ بچے آزاد ہوتے

ہیں ان کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ غلام نسل کے باشندے ہیں جب کہ ان کے قریب غربت کا شکار نیم عریاں لباس میں خواتین کپڑے دھوتی ہیں آبادی سے الگ وہ ڈھابے ہیں جن کا اُوپر ذکر ہوا یہاں شدید گرمی پڑتی ہے اسی لئے مرد و خواتین سیاہ فارم ہیں اور ان کے سروں کے بال ننھے ننھے گھنگریالے ہیں سورج سارا دن سب کو تپا کر مغرب میں ڈوب رہا ہے اور فضاء میں اب بھی تپش باقی ہے اتنے میں ایک ڈھابے کے پاس دو گھوڑے سوار آ کر اُترتے ہیں جن کے ساتھ سفری سامان ہے شکاری لباس میں ملبوث سر پر سیاہ ہیٹ لگائے ان کے چہرے سے وحشت اور برتری کی نخوت برس رہی ہے۔

کمر سے چمڑے کی بیلٹ میں چمڑے کے غلاف میں خنجر لٹکا ہے جس کے دستے نظر آرہے ہیں دونوں نیچے اترنے کے بعد سامنے پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھتے ہیں ڈھابے کا مالک گیکو ارڈ ان کو دیکھتا ہے اور معصوم پیٹر سے کہتا ہے کہ وہ اجنبی سیاحوں سے جا کر معلوم کرے کیا چاہیئے پیٹر قریب آتا ہے اور حسب عادت سلوٹ کر کے اشارہ سے معلوم کرتا ہے دونوں اُس کو حقارت سے دیکھتے ہیں اور شراب لانے کا اشارہ کرتے ہیں وہ کچھ انگریزی میں بولتے ہیں جو پیٹر غور نہیں کرتا کیونکہ اُس کو کم عمری سے کام کرنے کے باوجود سیاحوں کی زبان سمجھ میں نہیں آتی لیکن اشاروں کو سمجھ لیتا ہے گیکو ارڈ پیٹر کو ایک ٹین کی بدنما سی ٹرے میں دو شیشے کے گلاس اور فرانسیسی سرخ شراب شیمپئن جو یہاں بہ آسانی دستیاب ہے دیکر سیاحوں کے پاس بھیج دیتا ہے جب پیٹر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں ٹرے لیکر آتا ہے تو سیاحوں میں ایک اشارہ سے گلاس میں شراب اُنڈیلنے کو کہتا ہے پیٹر نے ٹرے تپائی پر رکھی بوتل کا کاک کھولا اور ایک گلاس میں ٹانگیں پھیلائے بے فکری سے بیٹھے سیاح کو پیش کیا دوسرا گلاس بھر کر دوسرے کو پیش کیا کچھ تو اُن کے ظاہری حلئے سے خوفزدہ تھا کچھ عمر کم تھی دوسرے کو گلاس پیش کرنے میں ذرا سی توجہ ہٹی اور گلاس سے شراب چھلک کر اجنبی سیاح کی سیاح گواڈین کی پینٹ پر گری جو فل بوٹ کے پاس چپکی ہوئی جب کہ اوپر سے ڈھیلی تھی ایک دم اجنبی سیاح کی تیوری پر بل پڑے پہلے اُس نے

ان کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ غلام نسل کے باشندے ہیں جب کہ ان کے قریب غربت کا شکار نیم عریاں لباس میں خواتین کپڑے دھوتی ہیں آبادی سے الگ وہ ڈھابے ہیں جن کا اُوپر ذکر ہوا یہاں شدید گرمی پڑتی ہے اسی لئے مرد و خواتین سیاہ فارم ہیں اور ان کے سروں کے بال ننھے ننھے گھنگریالے ہیں

وحشت زدہ آنکھیں نکال کر پیٹر کو باسٹر کہا اور پھر ہاتھ پکڑ کر مارتا ہوا گیکو ارڈ کے پاس لایا اور انگریزی میں بولا یہ کس بدتمیز کو تم نے ویٹر بنایا ہے۔ گیکو ارڈ ڈر کر باہر آیا اور سیاح کے ہاتھ سے پیٹر کا ہاتھ چھڑا کر دو مرتبہ سوری سوری کہا کہ اس کو لیس۔ نو اور سوری کے علاوہ انگریزی نہیں آتی تھی اور اندر لے جا کر بدہیئت سیاہ فام ڈھابے کے مالک گیکو ارڈ نے آنکھیں نکال کر پیٹر کو برا بھلا کہا۔

بدوضع موٹے سیاہ فام گیکو ارڈ کی یہ اچھی عادت تھی کہ وہ غلطی کرنے پر پیٹر کو برا بھلا کہتا تھا۔ مگر مارتا یا نکالتا نہیں تھا کہ ایک تو یہ کہ وہ پیٹر کے باپ موسیو بیکن کا پرانا دوست تھا۔ دوسرے یہ اسکو معلوم تھا کہ پیٹر اپنے گھر کا کفیل ہے۔ پیٹر نے سر جھکا کر گیکو ارڈ کی ڈانٹ سنی اور ہاتھ جوڑتے ہوئے سوری کہا اسکے دونوں رخساروں پر انگریز سیاح کی انگلیوں کے نشان اُبھر آئے تھے۔ جنکو وہ سہلا رہا تھا۔ وہ دونوں سیاح جنکے نام ایک رجسٹر میں مقامی زبان میں گھیکوارڈ نے ملر اور کین لکھے تھے۔ سرمستیاں کرتے ہوئے رات کو وہیں رُکے۔ ایسے لوگ اپنی مرضی کا کھانا جو بھی دستیاب ہوتا گیکو ارڈ سے پکواتے کہ وہ بہترین کک بھی تھا۔ لیکن اس کا معاوضہ بہت کم ادا کرتے اور جاتے جاتے دھونس الگ جماتے لیکن ظاہر ہے کہ یہ برسوں کا معمول تھا اور وہاں کے لوگ اس سلوک کے عادی تھے۔ پیٹر کو اس رات جب وہ اپنے بستر پر لیٹا تو رہ رہ کر ملر اور کین کا حقارت آمیز سلوک بار بار یاد آتا رہا۔ لیکن اس نے اپنی ماں سے کچھ نہ کہا اس رات اسکے معصوم دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ یہ سب یعنی غلامانہ زندگی شائد ہمیشہ نہیں رہے گی لیکن وہ چاہتا تھا کہ وہ اس واقعہ کو کسی طرح یاد رکھے۔ اسکے دل میں انتقام کا جذبہ نجانے کہاں سے آ گیا۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی اسکو مہمانوں کی حقارت کا نشانہ بننا پڑا تھا۔ جس کا نشانہ بنتے مقامی لوگوں کو بھی دیکھتا رہا تھا۔ کہ ایسے اجنبی وحشی لوگ سیاحوں اور شکاریوں جیسا لباس پہنے آتے اور بلاوجہ جسکو چاہتے ذرا سی بات پر بے تحاشہ مارنا شروع کر دیتے اور اجنبی زبان میں برا بھلا بھی کہتے۔

جاری ہے

غزل

مرزا محمد صابر شکیب

زندگی کا ہر لمحہ ڈھل رہا ہے حال میں
ہو رہا ہے آدمی قید ماہ و سال میں

کس طرح کرے کوئی آئینہ پہ اعتبار
حسن رہ گیا ہے اب ظاہری جمال میں

تو ہی ہے فخرِ کُن آسماں پہ رکھ نظر
ہر لمحہ رہے ترے روشنی خیال میں

دے سکا نہ کوئی بھی اس کی بات کا جواب
سینکڑوں جواب تھے اس کے اک سوال میں

بندگی کی راہ میں دل ہے اس کا آستاں
جو کبھی نہ آسکا وسعت خیال میں

ایک سا رہا ہے کب وقت آفتاب پر
دوپہر عروج میں شام ہے زوال میں

خوب دیکھتے رہے کھو گئے جو رات میں
روشنی جو آ گئی صاحبِ کمال میں

ہے رواں سوئے دل زندگی کے قافلے
منزلیں نظر میں ہیں روشنی خیال میں

اپنے درد کی دوا ڈھونڈتے ہیں سب شکیب
پوچھتا نہیں کوئی کون ہے کیسے حال میں

غزل

سخاوت علی نادر

صحرا کے مسافر سے رشتہ بھی نہیں بدلا
ہم خاک نشینوں نے قبلہ بھی نہیں بدلا

حق آج بھی زندہ ہے موجود ہے باطل بھی
کعبہ بھی نہیں بدلا کوفہ بھی نہیں بدلا

اِک پیاس کا عالم ہے اس پر ہے صفِ ماتم
صحرا بھی نہیں بدلا دریا بھی نہیں بدلا

اُس دیس میں جیسے تھے اِس دیس میں ویسے ہیں
حالت بھی نہیں بدلی حلیہ بھی نہیں بدلا

پہلے جو تفاوت تھی وہ آج بھی ہے باقی
پتھر بھی نہیں بدلا شیشہ بھی نہیں بدلا

کردار کہانی کے سارے ہی پرانے ہیں
راوی بھی نہیں بدلا قصہ بھی نہیں بدلا

نادر جو لڑائی تھی دونوں کی وہ ہے اب بھی
شبنم بھی نہیں بدلی شعلہ بھی نہیں بدلا

